رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

## اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۸) بابت ماہ جنوری ۱۹۲۲ء نمبر (۱)

فہرست مضامین


۱۔ حضرت خواجہ صاحب کا تازہ کلام ... ۱
۲۔ شذرات ... ۲
۳۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں ... ۳
۴۔ کلیسیا کی اخلاقی حالت میں تنزل ... ۴
۵۔ فراہم شدہ چندہ درسنگاپور ... ۶
۶۔ رسید زر ... ۸
۷۔ پانچ ارکان اسلام اور ان کے حقیقی معنے از جناب مولوی مصطفٰے خان صاحب بی اے ... ۹
۸۔ غلامی (از خواجہ نذیر احمد صاحب مسجد ووکنگ۔ انگلستان) ... ۱۷
۹۔ مغرب میں نیا دور (از قلم مسٹر خالد شیلڈرک صاحب) ... ۲۵
۱۰۔ غزوات نبوی (از مولوی مصطفٰے خان صاحب بی اے مسلم مشنری) ... ۲۸
۱۱۔ اسلامی اور عیسائی تہذیب (از قلم آر۔ لسان) ... ۳۲
۱۲۔ اسلام میں خدا کا مفہوم (از قلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب) ... ۳۸


درخواستہائے خریداری بنام خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

# ضروری اعلان

(۱) تمام ترسیل زر متعلقہ اسلامک ریویو ووکنگ مسلم مشن بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور اور باقی کُل خط و کتابت بنام منیجر رسالہ اشاعت عزیز منزل لاہور ہونی چاہیئے

(۲) اشاعت اسلام لاہور ماہواری رسالہ ہے اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ ۵ بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ از راہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں +

منیجر رسالہ اشاعت اسلام

# زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

از روئے تعلیم قرآن اشاعت اسلام بھی بہترین مصرف زکوٰۃ ہے۔ اگر آپ صرف زکوٰۃ کو ان رسالوں کی مفت تقسیم پر یا اس اسلامی مشن کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں تو آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہونگے۔ سکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# اشاعت اسلام

جلد (۸) بابت ماہ جنوری ۱۹۲۲ء نمبر (۱)

## حضرت خواجہ صاحب کا تازہ کلام

ولنبلونکم بشیء الخ

ہمقریں اگر گلم فتادہ بہ گل … غم مخور! بوستاں شود حاصل

من نیم۔ از مشیتش۔ بدل … اصطفا از ابتلا شود کامل

تو نہ درسوز۔ دیدۂ اعجاز

یافتہ آب۔ مرا قفشے۔ پرواز

بیچارگی باعث ترک شرک و ذریعۂ حصول احسان تا فاضل

تو بہ بے یاری ام مشو خنداں … ترک شرک آمدہ دریں پنہاں

چوں شدم فارغ از امید کساں … باشدہ ام یار ہمنشم ساماں

بیکسی ام چو بیکہ ساخت مرا

شان یکتائی اش۔ نواخت مرا

ولبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ

دوستو! تم نے چھوڑ کر تنہا … مجھ کو منزل کا راہ بتلا یا

ہوگئی زہر میرے حق میں دوا ... تلخیٔ تیغ - میرا آئینہ

مانہم ظل لاشریک - آمد

ہر کسے ایں مقام کے یابد

عسی ان تکرھوا شیئ وھو خیر لکم

ہے عجب اغیر دوستی پالے ... دوست سے جان کو پڑے لالے

سخنِ تلخ تو زباں کھولے ... حرفِ شیریں یہ ہونٹ سی ڈالے

اے بسا خیر در کراہت شد.

ہمہ تکلیف در محبت شد

مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۱ء ... خواجہ کمال الدین از جہاز ڈیلٹا ساحل عدن

# شذرات

حضرت خواجہ صاحب ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء کو بخیریت ووکنگ پہنچ گئے ہیں۔ مولوی دوست محمد و مصطفیٰ خان صاحب اخیر دسمبر میں لندن سے بعزم ہندروانہ ہونگے

---

جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے مسلم مشنری ووکنگ سے اطلاع دیتے ہیں کہ تین اور معزز انگریزوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور ایک ابھی زیر تبلیغ ہے امید ہے کہ وہ بھی جلد قبول اسلام کا اعلان کر دینگے مفصل روئیداد موصول ہونے پر شائع کر دیجائیگی +

---

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ گذشتہ عید الضحیٰ کے موقعہ پر جو دعوت ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے مسلم خواتین، احباب کو جو اس تقریب سعید پر تشریف لائے دی گئی تھی۔ اس کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے مسلم احباب کو ہمارے اخراجات عظیم کا کچھ حد تک پتہ چلیگا۔

# مذہب میں کوئی جبر نہیں

مذہب کے معاملہ میں اسلام ہر ایک قسم کے جبر کو منع فرماتا ہے۔ درحقیقت جبر اور اسلام دو متضاد باتیں ہیں۔ اسلام تو قوانین کی کامل فرمانبرداری کا نام ہے۔ اپنی رضامندی سے اسلامی اصولوں کو تسلیم کرنا اور ان پر کاربند ہونا اسلام کا لب لباب ہے۔ مذہب اسلام تو اختیار اور رضا پر ہی مبنی ہے۔ قرآن کریم صاف الفاظ میں فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین +

مذہبی آزادی کا اسلام حامی ہے مسلمانوں پر دوسرے مذاہب کی تکریم فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر موقعہ آن پڑے تو غیر مذاہب کی حفاظت میں اپنی جان تک کی پرواہ نہ کریں۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعضٍ لھدّمت صوامع وبیع وصلوات ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً۔

**ترجمہ**۔ اگر اللہ لوگوں کو ایکدوسرے سے نہ ہٹواتا رہتا تو صومعہ۔ گرجے اور یہودیوں کے عبادتخانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی سکے ڈھا جاچکے ہوتے +

اسلام کو عبادتگاہوں کی حفاظت کا اس حد تک خیال ہے کہ وہ اس معاملہ میں عیسائیوں یا یہودیوں میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ یہاں ذرا اسلام کی وسعت کا ملاحظہ ہو۔ کہ یہ اپنے پیروؤں کو پہلے گرجوں صومعوں کی حفاظت کے لئے حکم دیتا ہے۔ اور مسجدوں کو آخر میں رکھا ہے۔ ان احکام کے ہوتے ہوئے کون وہم وگمان کرسکتا ہے۔ کہ لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ چند روز ہوئے یہ خبر مشہور ہوئی تھی۔ کہ موپلے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنارہے ہیں۔ ان واقعات کو بہت مبالغہ سے لکھا گیا ہے جیسا کہ بنگال کانگرس کمیٹی کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ اس امر میں اگر موپلوں سے کچھ زیادتی ہوئی ہو تو انکا یہ فعل اسلامی تعلیم کے خلاف ہے

# کلیسیا کی اخلاقی حالت میں تنزل

کلیسیا کی کانگریس کا اجلاس گذشتہ ماہ برمنگھم میں منعقد ہوا بہت سے دلچسپ امور پر بحث ہوتی رہی۔ اور مختلف سوشل اخلاقی اور صنعتی امور پر غور و خوض کیا گیا جو یورپ میں رُو پذیر ہوئے ہیں۔ اور فوری توجہ چاہتے ہیں جلسے کی کارروائی میں ہم و یاس کا اظہار ہی ہوتا رہا علما اور اکابر ملک نے نہایت جرات سے اس امر کا اعتراف کیا کہ انسان کی عملی زندگی میں عیسائیت بالکل ناکامیاب ہی ہے۔ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کی نسبت ڈاکٹر اے۔ بی۔ ٹرنر نے کہا یہاں مرد اور کنواری عورتیں بلاتمیز ایکدوسرے سے ملتے ہیں۔ اور پچھلے چالیس برس کے عرصہ میں جو اخلاقی ترقی جوان آدمیوں میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ اب بالکل معدوم ہے۔ اسی طرح عورتوں کے اخلاق بھی پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ بالغ لڑکیوں کیلئے نکاح کے موقعے محدود ہو گئے ہیں۔ اور گھروں کی زینت ہونے کی بجائے وہ ناجائز تعلقات پیدا کر لیتی ہیں بشپ گلفورڈ کی تقریر کا بھی یہی مفہوم تھا "امراض خبیثہ اور ناجائز تعلق سے بچوں کی پیدائش میں روزافزوں ترقی سے ایک سوشل خطرہ پیدا ہو گیا ہے جو عیسائیت کی تہذیب پر ایک بدنما داغ ہے۔ اگر ملک کے اخلاق میں یہی تنزل رہا۔ اور اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کی گئی تو قوم کیلئے یہ پیام اجل سے کم نہ ہوگا۔ ہم اراکین کلیسیا کی اس صاف گوئی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے یورپ کی موجودہ حالت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر ہم انہیں یہ بھی جتا دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ صورت حالات میں کوئی ادھوری تجویز کارگر نہ ہوگی۔ ان برائیوں کا مستقل علاج اور تدارک اسی وقت ہو سکیگا۔ جب موجودہ عیسائیت میں تبدیلی واقع ہوگی کیونکہ موجودہ خرابیوں کے اسباب سطح پر نظر نہیں آسکتے۔ ان کی جڑھیں تو عیسائی مذہب کے

بنیادی اصولوں میں ہیں۔ تم اپنی لڑکیوں کو سکھاتے ہو کہ خدا کا بیٹا انسان کے گناہوں کے کفارہ میں صلیب پر چڑھایا گیا۔ صرف یہ زبانی عقیدہ رکھنے سے جو گناہ مرد یا عورتیں کریں سب دھوئے جاتے ہیں جب وہ اپنی جوانی میں کچھ گل کھلاتی ہیں۔ تو تمہارا ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں تم خود ہی ان کے افعال کی ذمہ واری کا احساس ان سے دور کر دیتے ہو جو تمام اخلاق کی جڑ ہے۔ تو پھر اس تعلیم کے نتائج پر اتنی پریشانی کس لئے اب بھی کچھ نہیں بگڑا اگر مسئلہ کفارہ میں تبدیلی ہو جائے +

عیسائی تہذیب انسانی قوانین پر مبنی ہے۔ اسلئے واقعات اور حالات کے بدلنے پر ہمیشہ اسکے مذہبی اصولوں میں رد و بدل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ کلیسیا کی یہ جدید کانگریس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ عوام پر کلیسیا کی تعلیم کا کوئی اثر نہیں رہا۔ اسلئے اس تعلیم کو موجودہ ضروریات کے مطابق بنانا چاہیئے۔ آخر یہ انسانی ترتیب کب تک قائم رہ سکتی ہے۔ قرآن کریم کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ہم اسے بہتر ادا نہیں کر سکتے:-

مثل الذین اتخذو من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً و ان اوھن البیوت بیت العنکبوت۔ **ترجمہ**۔ جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں۔ ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اس نے گھر بنایا۔ اور کچھ شک نہیں کہ گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے +

---

**خریداران** رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت اپنی خریداری چٹ کا نمبر مہربانی کر کے لکھ دیا کریں +

**مینجر**

# فراہمئ چندہ در سنگاپور (ملک سماٹرا)

معرفت

## جناب حکیم کریم بخش صاحب سنگاپور

ذیل کا چندہ جناب حکیم کریم بخش صاحب کی معرفت موصول ہوا۔ جناب حکیم صاحب موصوف نے اپنے قیمتی وقت کو صرف فرما کر اور صعوبت سفر برداشت کر کے ووکنگ مشن کیلئے چندہ اکٹھا کیا ہے۔ جس کیلئے کارکنان مشن ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب حکیم صاحب موصوف کو اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹانے کیلئے اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور اس قحط الرجال زمانہ میں آپ جیسے مخلص بزرگ کو مدت مدید تک زندہ رکھے۔

جناب حکیم صاحب موصوف نے ایکہزار روپیہ کا ڈرافٹ ارسال فرمایا جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے :-

| | روپے | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|
| امداد مشن بروئے تفصیل ذیل | ۷۱۵ | ۰ | ۰ |
| " از جناب شیخ صاحب داؤد مکی | ۱۷۸ | ۸ | ۰ |
| قیمت خریداران اسلامک ریویو | ۵۲ | ۸ | ۰ |
| " رسالہ اشاعت اسلام | ۵۴ | ۰ | ۰ |
| میزان | ۱۰۰۰ | ۰ | ۰ |

فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن ۔ عزیز منزل لاہور

| نمبر شمار | نام | جائے قیام حال وارد | زر عطیہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | مسلم کمپنی | میدان دلی سماٹرہ | ۵۰ ۔ ۰ ۔ ۰ |
| ۲ | جناب حکیم کریم بخش صاحب | سنگاپور | ۲۰ ۔ ۰ ۔ ۰ |
| ۳ | " منشی محمد حسین صاحب | کبوں بیاں بولو دلی سماٹرہ | ۱۰۰ ۔ ۰ ۔ ۰ |
| ۴ | " تاج الدین صاحب | " " | ۲۰ ۔ ۰ ۔ ۰ |
| ۵ | خیر الدین و امیر الدین " | " " | ۳۰ ۔ ۰ ۔ ۰ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۶ | جناب گوہیرا صاحب | کمون لمیاں لوبو دلی سماٹرہ | ۱۰-۰-۰ |
| ۷ | 〃 بوڑا 〃 | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۸ | 〃 لوٹا 〃 | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۹ | 〃 خبیب 〃 | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۱۰ | 〃 شیرا 〃 | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۱۱ | 〃 جیتا 〃 | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۱۲ | 〃 محمد بخش 〃 | 〃 〃 〃 | ۱۰-۰-۰ |
| ۱۳ | 〃 بدر الدین 〃 | تبن تنگی دلی سماٹرا | ۱۵-۰-۰ |
| ۱۴ | 〃 سلطان عبد القادر صاحب | کپتان کلنگ از تبن تنگی دلی سماٹرہ | ۱۰-۰-۰ |
| ۱۵ | 〃 غلام نبی صاحب H - B | دکان نمبر ۲ 〃 〃 | ۱۰-۰-۰ |
| ۱۶ | 〃 فتو مل شیر و مل | تبن تنگی | ۵-۰-۰ |
| ۱۷ | 〃 شیر محمد صاحب | 〃 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۱۸ | 〃 مہر الدین صاحب | کدے ڈاز تین تنگی 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۱۹ | 〃 عبد اللہ 〃 | از لمبو یاکم دلی سماٹرا | ۵-۰-۰ |
| ۲۰ | 〃 کریم بخش صاحب | بطمبوکن ڈاکخانہ کالنگ دلی سماٹرا | ۲۰-۰-۰ |
| ۲۱ | 〃 شیر محمد خان صاحب | سیانتر دلی سماٹرہ | ۳۰-۰-۰ |
| ۲۲ | 〃 پیر محمد خان صاحب | 〃 〃 | ۲۵-۰-۰ |
| ۲۳ | 〃 نظام الدین صاحب | 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۲۴ | 〃 محمد علی صاحب | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۲۵ | 〃 جھنڈے خان صاحب | سنگلے سوگس دلی سماٹرہ | ۵-۰-۰ |
| ۲۶ | 〃 فقیر محمد صاحب | کبوں لارس 〃 〃 | ۱۰-۰-۰ |
| ۲۷ | 〃 فضل الدین 〃 | ڈولو ایلر 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۲۸ | 〃 عبد اللہ 〃 | 〃 〃 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۲۹ | 〃 فضل محمد 〃 | سونگل 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۳۰ | 〃 ابراہیم فقیر محمد صاحب | دکان سیانتر دلی سماٹرہ | ۲۵-۰-۰ |
| ۳۱ | 〃 عبد الغفور برکت علی صاحب | 〃 〃 〃 | ۲۵-۰-۰ |
| ۳۲ | میاں کریم بخش حجام | 〃 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۳۳ | جناب حسن محمد سردار خان صاحب | دکان نمبر ۴۸ سیانتر دلی سماٹرہ | ۳۰-۰-۰ |
| ۳۴ | 〃 حاجی رحمت اللہ صاحب | 〃 بطمبوکن 〃 〃 | ۲۰-۰-۰ |
| ۳۵ | 〃 پھلی صاحب | سیمیانگ نیگا 〃 〃 | ۵-۰-۰ |
| ۳۶ | 〃 حاجی مولا بخش صاحب | ملک سماٹرہ دلی | ۵-۰-۰ |
| ۳۷ | 〃 عبد الجلال صاحب | دکان نمبر ۴ میڈان دلی مسکت ستراٹ | ۲۰-۰-۰ |
| ۳۸ | 〃 عبد اللہ و اسمٰعیل صاحب | نمبر ۳۷ لمپسر لاوان 〃 〃 | ۵-۰-۰ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۹ | جناب عبد الرحمن صاحب | نمبر ۴۱ لیسر لاوان منڈال دلی مسکت ستراٹ | ۱۰--۰-- |
| ۴۰ | " غلام محمد " | کیمون سنگھے پوتی دلی سماٹرہ | ۱۰--۰-- |
| ۴۱ | " روشن دین ببرو صاحب | دکان تبنگ ننگی دلی سماٹرہ | ۲۵--۰-- |
| ۴۲ | " حاجی ابراہیم صاحب | سیڈونی دلی سماٹرہ | ۲۵--۰-- |
| ۴۳ | " ابراہیم صاحب | کبارں " " | ۱۵--۰-- |
| ۴۴ | " غلام قادر صاحب | " " " | ۵--۰-- |

# رسید زر ماہ نومبر ۱۹۳۱ء

| نام | روپیہ | آنہ | پائی | نام | روپیہ | آنہ | پائی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| امداد مشن عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور | ۱۰۰۰ | ۰ | ۰ | امداد مشن جناب عبد الحق صاحب احمدی جہلم | ۵ | ۰ | - |
| " " " نواب صاحب منگرول | ۵۰۰ | ۰ | ۰ | " جناب مولوی محمد شریف خان صاحب لاچی کوہاٹ | ۱۰ | ۰ | ۰ |
| " " ہز ہائنس بیگم صاحبہ " | ۲۰۰ | ۰ | ۰ | " حاجی شیخ محمد صاحب کٹرہ سبلا خان گجرات | ۲۵ | ۰ | ۰ |
| " " " مانابدر | ۲۰۰ | ۰ | ۰ | " " اہلیہ صاحبہ میاں محمد خان صاحب انجینئر بہاولپور | ۱۰ | ۰ | ۰ |
| تقسیم مفت رسالہ ہز ہائنس نواب صاحب حاجی رئیس حمید اللہ خان صاحب | ۵۰ | ۰ | ۰ | " " ایم علی احمد خان صاحب فورمین بہاولپور | ۱۰ | ۰ | ۰ |
| امداد مشن حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب | ۳ | ۸ | ۶ | " " احسان الحق صاحب مشن جج میانوالی | ۵ | ۰ | - |
| " جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور | ۵۰ | ۰ | ۰ | " " خواجہ عبد الغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن لاہور | ۵ | ۱۳ | ۹ |
| " خواجہ جمال الدین صاحب جموں | ۱۰ | ۰ | ۰ | " " محمد ابراہیم صاحب۔ حصار | ۱ | ۰ | ۰ |
| " اہلیہ صاحبہ " " " | ۲ | ۰ | ۰ | " " اے۔ غنی گوجرانوالہ | ۵ | ۰ | ۰ |
| " " ملک شیر محمد خان صاحب جموں | ۳۰ | ۰ | ۰ | " " سالفہ خیدر ریزگاری از منگرول | ۱۵۱ | ۸ | ۰ |
| " " ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور | ۳۵ | ۰ | ۰ | " جناب سید منشی صاحب میانوالی | ۳ | ۰ | ۰ |
| " " اہلیہ صاحبہ " " " | ۲ | ۰ | - | " " سید احمد حسن صاحب | ۱۰ | ۰ | - |
| " " مولوی عزیز بخش صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن لاہور | ۳ | ۰ | ۰ | " " خوندکار انور علی صاحب پوسٹ نگر کمنڈا | ۲ | ۰ | ۰ |
| " " مولوی مصطفی خان صاحب بی اے امام مسجد ووکنگ | ۱ | ۱۵ | ۳ | " " ایم عبد اللہ صاحب اوورسیر ضلع جنید واڑہ | ۲۵ | ۰ | ۰ |
| " " ماسٹر عبد الغفور خان صاحب بی اے بہاولپور مشنری | ۲ | ۱۰ | ۶ | " " بابو محمد شعیب صاحب بصرہ | ۵ | ۰ | - |
| " " خواجہ عبد الغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن | ۱ | ۱۵ | ۳ | " " بابو محمد ابراہیم صاحب بکنگ کلرک بھوانی | ۱ | ۰ | - |
| " " اہلیہ صاحبہ " " " " | ۱ | ۰ | - | " " محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر چرم | ۲۵ | - | - |
| " دیگر ملازمین مشن۔ لاہور | ۲ | ۱۰ | ۶ | " " ایم فضل کریم صاحب ابازی پشاور | ۹ | ۰ | ۰ |
| " جناب شیخ خدا بخش صاحب ای۔ اے سی دن | ۱۰ | ۰ | ۰ | " " مستری عنایت حسین صاحب | ۰ | ۸ | ۰ |

فٹ نوٹ۔ ہز ہائنس بیگم صاحبہ منگرول نے دو صد روپیہ مرحمت فرمایا جسمیں سے مبلغ یکصد روپیہ تقسیم مفت رسالہ اشاعت اسلام کی مد میں جمع ہوا +

فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور

# پانچ ارکان اسلام اور انکے حقیقی معنی

(از جناب مولوی مصطفٰی خان صاحب بی اے مسلم مشنری)

للذین اتقوا عند ربھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللّٰہ واللہ بصیر بالعباد ۔ الذین یقولون ربنا اننا اٰمنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ۔ الصّٰبرین والصّٰدقین والقٰنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار ۔ شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملٰئکۃ واولوا العلم قائمًا بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر باٰیٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۔

ترجمہ ۔ ان کے پروردگار کے ہاں بہشت کے باغ ہیں جنکے تلے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ اور اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کے لئے پاک بیبیاں ہیں اور خُدا کی خوشنودی ہے ۔ اور اللہ بندوں کے نیک و بد کو دیکھ رہا ۔ وہ لوگ جو دُعائیں مانگا کرتے ہیں ۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم تجھ پر ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف فرما ۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا یہی ہیں صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور آخری شب کے وقتوں میں استغفار کرنے والے ۔ اللہ اسبات کی گواہی دیتا ہے ۔ کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور فرشتے اور علم والے بھی گواہی دیتے ہیں ۔ اور یہ کہ اللہ عدل و انصاف کے ساتھ عالم

کو سنبھالے ہُوئے ہے - اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں زبردست حکمت والا ہے دین حق تو خدا کے نزدیک یہی ایک اسلام ہے اور اہلکتاب نے جو مخالفت کی تو معلوم ہونے کے بعد اور آپس کی ضد سے جو شخص خُدا کی آیتوں سے مُنکر ہو تو اللہ اس سے بغیر دیر کے حساب لیتا ہے +

## پانچ ارکانِ اسلام اور اس کے حقیقی معنے

آج ہم ایک رُکن اسلام کو ادا کرنے کے بعد ایک مشہور تقریب منانے کے لئے اکٹھے ہُوئے ہیں - اس موقع پر آپ مجھ سے اس عظیم الشان مذہب اور صوم کی حقیقت بیان کرنے کی توقع رکھتے ہونگے جو پانچ ارکان اسلام میں سے ہے - اسلئے میں آپ کی توجہ ارکانِ اسلام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو آیات قرآنی میں نے پڑھی ہیں - وہ ان پر خوب روشنی ڈالتی ہیں - خدا کے نزدیک سب مذاہب سے سچا مذہب اسلام ہے - ہمیں اسلامی اصُولوں سے یہ بات ثابت کرنی ہے - ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے - کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے - اس امر کا بھی سب اعتراف کرتے ہیں - کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی صرف ایک قوم کے لئے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا آپ رحمۃ للعلمین ہوکر آئے اسلئے آپ کی تعلیم بھی عالمگیر ہونی چاہئے - اب میں پانچ ارکانِ اسلام کو لے کر یہ دکھانا چاہتا ہوں - کہ آیا وہ تمام دُنیا پر حاوی ہیں یا نہیں +

پہلا رُکن ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے - میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں - اور اس کا کوئی شریک نہیں - اور محمدؐ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا

کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ یہاں میں اس بات کو ظاہر کر دینا چاہوں کہ اسلام کا خدا کسی خاص قوم یا قبیلہ کا خدا نہیں بلکہ رب العٰلمین رحمٰن اور رحیم ہے۔ قرآن کریم بھی ان آیات سے شروع ہوتا ہے

الحمد للہ رب العٰلمین o الرحمٰن الرحیم o مٰلک یوم الدین o

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں ربّ یا خدا کن وسیع معنوں میں مانا جاتا ہے۔ دوسرے حصے میں نبی کریم صلعم کی نبوت کا ذکر ہے۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ آپ نے اپنی ذات کو سوائے خدا کے ایک بندے کے اور زیادہ رُتبہ نہیں دیا۔ اسی وجہ سے آپ کی ذات کے متعلق کوئی غلط فہمی یا غلط بیانی واقع نہیں ہوئی باوجودیکہ آپ سب سے بہتر مصلح افضل اور کامیاب انسان تھے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ آپ ان تمام انبیاء میں سے ایک نبی ہیں جن سب پر مسلمانوں کو ایمان لانا فرض ہے۔ اور کسی ایک میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

**ترجمہ**۔ تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور جو ہم پر اُترا اور صحیفے جو ابراہیم۔ اسمعیل و اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُترے ان پر اور عیسٰی اور موسٰی پر اُترے۔ اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں سمجھتے۔ اور ہم اسی ایک ہی خدا کے فرمانبردار ہیں +

ایک مسلمان کو اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر خدا ماننے کا حکم ہے۔ تو ساتھ ہی اس پر تمام نبیوں کو ماننا فرض کر دیا جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کی ہدایت کے لیے نازل ہوتے رہے +

اسلام کا پہلا رکن رب العلمین کے ماتحت انسانی اخوت سکھاتا ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو ایک جزو ایمان جس کا اقرار زبان سے کیا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے لیکن اسلام میں محض زبان سے ایک بات پر ایمان لانا کچھ معنی نہیں رکھتا جب تک کہ ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو۔

دوسرا رکن اسلام صلوٰۃ ہے۔ جو اخوت انسانی اور مساوات کا بہترین اور عملی نمونہ ہے۔ نماز میں امیر و غریب بادشاہ و دہقان سب ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں۔ اور تمام دنیاوی مدارج وحدہٗ لاشریک کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔

تیسرا اسلامی رکن صوم ہے۔ ہر ایک مسلمان کو ماہ رمضان میں روزے رکھنا فرض ہے۔ کوئی یہ پوچھ سکتا ہے کہ روزہ رکھنے سے کیا فائدہ۔ یہ صرف فاقہ کشی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے جواب میں میں یہ کہونگا۔ کہ روزہ ان لوگوں سے جو واقعی فاقہ کشی کرتے ہیں ہماری ہمدردی بڑھاتا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ ہمارے ہزاروں بھائی شومئے قسمت اور نامناسب واقعات کے سبب فاقہ کشی کرتے ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے۔ کہ انکی ہمدردی اور مدد کریں لیکن طبع انسانی کا خاصہ ہے کہ ہم دوسروں کی تکلیف محسوس نہیں کرتے جب تک وہی مصیبت ہم خود برداشت نہ کریں۔ ایک دولتمند آدمی جو ہمیشہ پُر تکلف کھانے کھاتا ہے۔ اپنے دوسرے بھائی کی تکلیف کو کب محسوس کر سکتا ہے۔ جسے بسا اوقات معمولی خوراک بھی میسر نہیں آتی۔

پہلا فائدہ ماہ رمضان کا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو دوسروں کی تکالیف کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور ان کی مدد کیلئے مستعد ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلعم اور ان کے صحابہؓ اس مہینے میں بہت

خیرات کیا کرتے تھے مسلمانوں کو بھی اس مہینہ میں بہت خیرات کرنے کا حکم ہے۔ یہ بالکل سچ بات ہے۔ کہ اسلام ہر ایک کو ایک ہی سطح پر لانا چاہتا ہے۔ گو ایک بادشاہ کے پاس انواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوتی ہیں لیکن پھر بھی وہ ایک مفلس کی طرح بھوک برداشت کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کو اپنی رعایا کے کیساتھ ہمدردی کا سبق ملتا ہے۔ یہ روزہ رکھنے کے فوائد کا ایک پہلو ہے۔ لیکن اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ ہم خدا کے حکم کے ماتحت ایک خاص عرصہ تک جائز اشیا سے بھی پرہیز کرنا سیکھتے ہیں۔ ان احکام کی بجاآوری سے ہم میں ناجائز اشیاء سے پرہیز کرنے کی طاقت دوبالا ہوجاتی ہے۔ اور صبر۔ استقامت اور پرہیزگاری جیسے اخلاق فاضلہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے انسان کی صحت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے معدہ۔ جگر اور دیگر اعضائے انسانی کو ماہ رمضان میں کچھ آرام ملجاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا کام زور سے شروع کر دیتے ہیں اسلئے خوراک اچھی طرح ہضم ہوتی ہے۔ اور جزو بدن بن جاتی ہے۔ روزہ رکھنے سے روحانی طاقتیں بھی ترقی کرتی ہیں۔ جب ہم قوائے حیوانی اپنے ماتحت کر لیتے ہیں تو قوائے روحانی میں بلند پردازی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس ترقی کو قرآن کریم لفظ تتقون سے ظاہر کرتا ہے جس کے معنی ہیں۔ تاکہ تم اپنے فرض سے آگاہ ہوجاؤ یعنی ہمارا فرض جو بنی نوع انسان سے نیکی کرنا ہے۔ اور دوسرا فرض۔ جو ہماری اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ ہم اپنے روح اور جسم کو پاکیزہ رکھیں۔ روزہ ایک مذہبی کتب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ نئے عہد نامہ میں ہم پڑھتے ہیں:-

جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ"۔ لیکن جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو +

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے پیروؤں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن میرے علم میں وہ اس حکم کی بجا آوری نہیں کرتے ہیں یہ کرسکتا ہوں ۔ کہ مسلمان حضرت مسیحؑ کے سچّے پیرو ہیں ۔ کیونکہ وہ روزہ رکھتے ہیں ۔ آج ہم ماہ رمضان کے بعد اس لئے خوشی مناتے ہیں ۔ کہ ہم نے اپنے ایمان کو عمل میں تبدیل کیا +

اب میں چوتھے رُکن یعنے حج کو لیتا ہوں جو مکّہ کے مُقدّس شہر میں اخوت انسانی کی عجیب مثال ہوتی ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری روزانہ نمازوں میں ایک شاہ و گدا پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں لیکن لباس کے فرق سے ان میں تمیز ہو جاتی ہے ۔ حج میں یہ اختلاف بھی مٹ جاتے ہیں ۔ اور سب ایک قسم کا لباس پہن لیتے ہیں مختلف ممالک سے لوگ ہر سال حج کیلئے جاتے ہیں جنکی زبانیں رنگ اور طرز معاشرت علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے لیکن یہاں وہ خدا کی وحدانیت پر ایمان لاکر مساواتِ انسانی کی مُجسّم تصویر ہو جاتے ہیں ۔ دولت اور قیمتی لباس دُنیا میں فرق و تمیز پیدا کرتے ہیں ۔ لیکن اسلام جو خُداوند تعالیٰ کا آخری پیغام ہے حج کے موقعہ پر ان تمام دنیاوی مدارج اور اختلافات کو مٹا کر اخوت انسانی قائم کر دیتا ہے ۔ ہر ایک انسان کو جو حج کیلئے آتا ہے بغیر رُتبے اور حیثیّت کی تمیز کے اپنا لباس بدلکر احرام باندھنا پڑتا ہے +

حاضرین آپ تھوڑی دیر کیلئے اس منظر پر غور کریں جو حج کے موقعہ پر دیکھنے میں آتا ہے ۔ مختلف طبقہ کے لوگ جو سوسائٹی میں الگ الگ درجہ رکھتے ہیں سب ایک ہی طرح کے لباس میں نظر آتے

ہیں۔ اور کئی دن اور راتیں اسی عاجزی کے لباس میں گزارتے ہیں تمام رنگ اور قوم کے اختلاف دور ہو جاتے ہیں۔ اور شاہ و گدا کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ اخوت انسانی ایک مجسم جامہ پہن لیتی ہے +

اب میں پانچویں رکن کی طرف آتا ہوں جس کو قرآن نے زکوٰۃ یا صدقات کے نام سے پکارا ہے۔ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ہر سال اپنی بچت کا حساب کرے اور اسمیں سے ۲½ فیصدی بطور خیرات تقسیم کر دے۔ اسلام میں خیرات دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اختیاری اور دوسری لازمی جسے زکوٰۃ کہتے ہیں +

جب نبی کریم صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ زکوٰۃ کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ زکوٰۃ کی وجہ سے ہی امیر آدمی حاجتمندوں کو اپنے مال سے کچھ دے سکتے۔ قرآن کریم کے مطابق زکوٰۃ کے آٹھ مقصد ہیں۔ انما الصدقت للفقرا والمسٰکین والعٰملین علیھا والمولفۃ القلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ترجمہ۔ خیرات کا مال تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور کارکنوں کا جو مال خیرات کے وصول کرنے پر تعینات ہیں۔ اور ان لوگوں کا جن کے دل نیکی کی طرف مائل ہیں اسیروں کو رہا کرنے کے لئے مقروضوں کے لئے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے +

یہ اسلام ہی ہے جس نے خیرات اور صدقات کو ایک مذہبی رکن قرار دیا ہے۔ اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب کے پیرو بغیر کسی نظام کے خیرات دیا کرتے تھے لیکن نبی کریم صلعم نے خیرات اور صدقات کو ایک نظام کے ماتحت کر دیا۔ یہاں بھی اخوت انسانی ہی کام کرتی ہے۔ امیر آدمیوں کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے حاجتمند بھائیوں کیلئے اپنی آمدنی کا ایک حصہ الگ کر دیں مغرب ابھی تک سوشلزم کا خیالی پلاؤ پکا رہا ہے

اگر یہ خیال پُورا ہو بھی جائے تو دنیا میں قوت عمل کو محرک کرنیوالی کوئی شے باقی نہیں رہتی۔ مگر اسلام نے جو عملی مذہب ہے زکوٰۃ کے قانون کو مقرر کر کے ان لوگوں کی مدد کر دی جو دنیاوی مال و دولت میں اپنے اور بھائیوں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ نبی کریم صلعم کی بعثت سے پہلے لوگ خیرات کو مستحسن سمجھتے تھے۔ اور اسے پوشیدہ دینا ضروری خیال کرتے تھے۔ حضرت مسیح نے بھی فرمایا "پس جب تو خیرات کرے تو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے۔ اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے" (متی ۶-۳) لیکن اسلام نے اس حکم میں کچھ ترمیم کی ہے۔ اور خیرات کو ظاہرا طور پر دینے کا بھی حکم دیا ہے +

میرے خیال میں اس ترمیم نے حضرت مسیح کی تعلیم کو مکمل کر دیا کیونکہ نبی کریم صلعم شریعت کو مکمل کرنے کیلئے تشریف لائے۔ اب آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ کتنا گرانقدر فائدہ بنی نوع انسان کو خیرات کا روپیہ زکوٰۃ کے ماتحت اکٹھا کرنے سے پہنچتا ہے جو فائدہ ریڈ کراس السوسی ایشن نے ایام جنگ میں پہنچایا ہے۔ وہ ہرگز نہ پہنچا سکتی۔ اگر پوشیدہ خیرات کے اصول پر کاربند رہتی یہاں بھی تمام دنیا کو نبی کریم صلعم کے قدم مبارک پر چلنا پڑا۔

اس خطبہ میں میں نے مختصر طور پر ارکان اسلام کو بیان کیا ہے۔ لیکن آپ پر یہ روشن ہو گیا ہو گا۔ کہ مذہب اسلام تمام دنیا کیلئے ہے۔ اور اسکی تعلیم عالمگیر ہے۔ اور اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمام دنیا ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ایکدوسرے کی مدد کریں۔ ایک حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ مذہب کے دو ہی بڑے رُکن ہیں رضائے الٰہی کی فرمانبرداری اور بندگانِ خدا کی خدمت +

# غُلامی

نمبر ۳

(از خواجہ نذیر احمد صاحب مسجد ووکنگ انگلستان)

## اسلام کے ماتحت غلاموں کی حالت

میں نے اس زمانے کے غلاموں کی حالت کو بیان کیا ہے۔ جب دنیا جس کی لاٹھی اسکی بھینس کے اصول پر کاربند تھی۔ اور انسانی حقوق کی بھی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی تھی۔ جب طاقتور انسان کمزوروں پر حکمرانی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اپنے آپ کو مہذّب دُنیا میں پاتے ہیں۔ دنیا کی ہر ایک قوم میں غلامی کا دستور رہا ہے۔ خیالات کی ترقی اور عدل وانصاف کی تحریکات نے غلامی کا خاتمہ کردیا۔ گو اسکی بُنیاد سراسر ظلم و ناانصافی پر ہے لیکن پھر بھی بنی نوعِ انسان کی ہستی اور غلامی کا آغاز ایک ہی وقت سے شروع ہوتا ہے۔ تواریخ کے مختلف مدارج میں ہم غلامی کا وجُود دیکھتے ہیں۔ غلامی کا آغاز اس زمانے سے ہے جب انسانی سوسائٹی ابھی وحشیانہ حالت میں تھی۔ اور اس کا عروجِ انسان کی مادی ترقی تک رہا۔ حالانکہ اب غلامی کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تمام قومیں۔ یونانی۔ رُومی۔ قدیم جرمن۔ بنی اسرائیل جنھوں نے ہماری طرزِ رہائش آداب اور قانون پر اثر ڈالا ہے۔ صرف غلامی کو جائز ہی خیال نہیں کرتے تھے بلکہ اس پر کاربند تھے۔ میں پہلے ثابت کرچکا ہوں کہ عیسائیّت نے غلامی کے خلاف نہ تو کوئی صدا بلند کی۔ اور نہ ہی اسکی خرابیوں کے دفیعہ کیلئے کوئی اصُول بیان کیا۔ نئے عہدنامے میں چند ایک احکام مالک غلام کے لئے موجُود ہیں۔ اور غلامونکو مالک

کی فرمانبرداری کی تاکید ہے۔ لیکن انجیل میں کہیں بھی کوئی ایسا مقام نہیں ملتا جو غلامی کے خلاف تعلیم دیتا ہوں۔ عیسائیت نے غلاموں کی بہتری کیلئے کوئی کوشش نہیں کی +

رومیوں کے زمانے میں غلاموں کی حالت مویشیوں سے بہتر نہ تھی۔ عیسائیوں کے ماتحت بھی ان کی حالت بدستور رہی۔ آقا کو غلام کی زندگی اور موت پر اختیار تھا۔ اور معمولی سی غلطی پر انہیں عبرتناک سزا دیجاتی تھی۔ ایک عیسائی شہنشاہ کے عہد میں جب مجموعہ قوانین مرتب کیا گیا تو اسمیں درج تھا کہ غلامی قانون قانون قدرت کے مطابق ہے۔ اور مختلف پیشوں کے لحاظ سے غلاموں کی قیمت مقرر کی گئی۔ غلاموں کو شادی کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگر ایک آزاد باشندہ طبقہ غلامان میں شادی کرتا تھا تو اُسے قتل کیا جاتا تھا۔ اور غلاموں کو زندہ جلا دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناجائز تعلقات بہت بڑھ گئے اور پادری بھی عورتوں سے ناجائز تعلق رکھتے تھے۔ عیسائیت غلامی کو دور کرنے یا اسکے مضر اثرات کو کم کرنے میں بالکل ناکامیاب رہی۔ کلیسیا بھی غلام رکھتا تھا۔ اور اسے جائز سمجھتا تھا۔ مغربی تہذیب غلامی کی اسلئے حمایت کرتی ہے۔ کہ اس سے فقیر۔ منگتے اور چوریاں کم ہوتی ہیں۔ عیسائیت نے اس اخوت انسانی کو نہیں سمجھا۔ جس کی تعلیم حضرت مسیح نے دی۔ گورے اور کالے عیسائی آسمانی بادشاہت میں چاہے برابر ہوں لیکن اس دُنیاوی سلطنت میں وہ برابر نہیں +

اب ہم ذرا دیکھیں کہ اسلام نے غلاموں کے لئے کیا کیا ہے شروع میں ہی یہ کہہ دینا ضروری ہے۔ کہ اسلام جغرافی حدُود کی پرواہ نہیں کرتا۔ رنگ اور ذات کی تمیز سے بالاتر ہے۔ جہاں کہیں بھی مسلم

ہوں۔ اور کوئی بھی ان کا پیشہ ہو وہ سب خداوند تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں۔ صرف انسانوں کے اعمال سے اس دُنیا میں یا آخرت میں فرق پڑ سکتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم غلامی کے لئے زہر قاتل ثابت ہوئی تھا اور آخرکار اسے نیست و نابود کر کے چھوڑا۔ غلامی نے اس وقت کی تمام قوموں میں نہایت گہرا اثر کیا ہوا تھا۔ ورنہ بعد کی تاریخ کے صفحات سے غلامی کا نام و نشان مٹ جاتا۔ بیس سال کے عرصہ تک اسلام کی تبلیغ ہوتی رہی۔ اور اسکے اصول اور قوانین بیان ہوتے رہے لیکن اسلام سے پہلے زمانے کی بعض رسوم اور رواج کو ضروریات زمانہ کے خیال سے کچھ عرصہ تک قائم رکھا گیا۔ اور اس کے بعد ان کو منسوخ کر دیا گیا۔ غلامی بھی ایک ایسی رسم تھی جسکو بُرا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ بعض سوشل اور سیاسی امور کے سبب اس کا وجود ضروری تھا۔ بہر صورت مفتوح دشمن کے قتل عام سے ان کے لئے غلامی بہتر تھی۔ اگر اس رسم کو یک قلم منسوخ کر دیا جاتا تو عام دنیا اور خصوصاً عرب ایک مرض خطر میں پڑ جاتا۔ آبادی کی ایک بڑی تعداد جو مدتوں سے غلامی کی پست حالت میں رہی ہو۔ اگر ان کو یکلخت آزاد کر دیا جاتا تو وہ اپنی ناداری اور غربت کے سبب آزادی سے کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکتے۔ بلکہ آوارہ اور منگتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا اب صرف یہی راستہ باقی رہگیا کہ غلاموں کو بتدریج آزادی دیجائے اور قوانین کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس رسم کو مٹایا جائے۔ اسلام کا مقصد غلاموں کی حالت میں بہتری پیدا کرنا اور انہیں تعلیم و تربیت دینا تھا۔ تاکہ ان کے دلوں میں فطرت انسانی کی عزت پیدا ہو اور وہ اپنے آقاؤں کے برابر ہو جائیں۔ اور اخوت انسانی قائم ہو۔ عیسائی مصنف بھی جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اخوت اسلامی

کے قائل ہیں۔ اگر غلامی کے انسداد کا مقصد غلاموں کو انکے آقاؤں کے ظلم و تشدد سے رہائی دینا اور ان کو پستی کی حالت سے نکالنا ہے تو عیسائیت اس کے حاصل کرنے میں بالکل ناکامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اسلام کے آنے سے آقا اور غلام کا رشتہ نہیں رہا بلکہ سب ایک ہی خاندان کے بھائی ہوگئے +

حیرانی کا مقام ہے۔ کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے مغرب میں اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ مذہب غلامی کا حامی ہے۔ عیسائی ابھی تک اسلام کو زمانہ وسطیٰ کے رنگین شیشوں سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اسلام کی نسبت کچھ علم ہی نہیں۔ اور باقی ماندہ اسلام کے خلاف اور سخت متعصب ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اسلام کو پولیٹیکل اور مذہبی وجوہات کے سبب نہایت تاریک سے تاریک رنگ میں پیش کیا گیا ہے غلامی کو بھی اور فضول رسوم کی طرح جو مختلف زمانوں میں مغربی ممالک رائج رہیں سیاسی مدبروں اور مشنریوں نے اسلام کی طرف منسوب کیا ہے +

قرآن مجید نے یا نبی کریم صلعم نے اپنے قول و فعل سے ہرگز غلامی کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ گناہوں کے بدلے میں غلاموں کو آزاد کردو۔ پہلا سوال جو ایک منصفانہ نگاہ سے دیکھنے والے کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ کیا اسلام غلامی کو جائز اور مستقل رسم قرار دیتا ہے۔ اگر نہیں تو اسلام نے اس کے انسداد کیلئے کیا کیا۔ مخالفان اسلام غلطی سے یہ کہتے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم غلاموں سے حسن سلوک اور انہیں آزاد کردینے کا حکم دیتا ہے۔ اسلئے غلامی اسلام میں ایک مستقل رسم ہے لیکن

وہ اس امر کو دل سے بالکل محو کر دیتے ہیں۔ کہ اسلام کے احکام سوسائٹی کی مختلف حالتوں کے مطابق بتدریج نازل ہوتے رہے پہلے غلاموں سے نیک سلوک کا حکم ہوا۔ پھر انہیں آزاد کر دینے کے لئے کہا گیا۔ شراب کے متعلق بھی بعینہٖ اسی طرح احکام نازل ہوئے اسلام نے غلامی کو کم کرنے کیلئے آقا کے اختیارات اور غلام حاصل کرنے کے ذرائع کو بہت محدود کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ تک غلامی کو جاری رکھا۔ کیونکہ اس کے یکلخت روک دینے سے اور برائیوں کا اندیشہ تھا۔

کارمتھ (Harmath) جو دس سنہ عیسوی میں گزرا ہے پہلا شخص تھا جس نے دنیا میں اعلان کیا کہ اسلام نے غلامی کی ممانعت کی ہے۔ یہ کہنا محض بے بنیاد ہے۔ کہ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے تو حکم دیا ہے۔ لیکن غلامی کے ذرائع کو نہیں روکا۔ جنگ کے قیدیوں کی نسبت تو مخالفین اسلام بھی مانتے ہیں کہ انکو غلامی میں لانا جمہوریت اسلامی کیلئے ضروری تھا۔ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ آزاد آدمیوں کو غلام بناؤ۔ یا انہیں قیمت دے کر خریدو۔ بلکہ قرآن کریم میں صاف حکم ہے۔ کہ غلاموں کو آزاد کرو۔ فلا اقتحم العقبۃ ۝ وما ادرٰک ما العقبۃ ۝ فک رقبۃ ۝ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ ۝ یتیما ذا مقربۃ (سورہ البلد۔ ۹۰ آیت ۱۱-۱۵)

ترجمہ: پھر بھی وہ گھاٹی سے ہو کر نہ نکلا۔ تم کیا سمجھے کہ گھاٹی سے کیا مراد ہے۔ کسی کی گردن کا غلامی کے پھندے سے چھڑا دینا یا بھوک کے دن یتیم کو خاص کر جب وہ اپنا رشتہ دار بھی ہو کھانا کھلانا۔

رسول کریم صلعم پہلے شخص تھے جنہوں نے غلامی کی ممانعت کی۔ آپ نے غیر ممالک کے لوگوں کو ہی آزاد نہیں کیا۔ بلکہ اپنے سخت ترین دشمنوں کو بھی آزادی دے دی جو یقیناً آپ کو مار ڈالتے۔ اگر ان کے بس میں ہوتا۔

غلاموں کو آزاد کرنا ۔ اور آزاد لوگوں کو غلام بنانا دو بالکل متضاد باتیں ہیں ۔ قرآن کریم نے پہلی بات پر زور دیا ہے ۔ جس سے لازمی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے ۔ کہ دوسری بات سے منع کیا ہے ۔ غلام بنانا یا غلاموں کی تجارت کرنا جس کی اجازت یہودیت نے دی اور عیسائیت نے بڑے زور سے اسکی حمایت کی اسلام بالکل ممنوع قرار دیا ہے ۔
امام جعفر صادق سے ایک حدیث مروی ہے ۔ کہ جو لوگ غلاموں کی تجارت میں شریک تھے وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جاتے تھے
قرآن کریم میں لکھا ہے ۔ کہ کسی کی آزادی چھین لینا یا کسی مسکین اور یتیم کی روٹی لے لینا احکام آلہی کے خلاف ہے ۔ اور بھی کئی مقام ہیں جہاں یہ درج ہے کہ مال میں سے رشتہ داروں یتیموں مسافروں اور فقیروں کو دینا غلاموں کو رہا کرنا ۔ نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا وعدہ پورا کرنا مصائب میں صبر کرنا سب خیرات اور حسنات میں شامل ہے ۔ واتی المال علی حبہ ذوی القربے والیتمے والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصٰبرین فی الباساء والضرآء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک هم المتقون (سورہ بقرہ آیت ۱۷۷)
اس آیت میں صاف طور پر حکم ہے کہ زکوٰۃ میں سے ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرنے پر خرچ ہونا چاہئیے ۔ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنا خدا کے نزدیک بہت بڑی نیکی ہے ۔ اور انسانوں کو غلام بنانا گناہ عظیم ہے ۔ صحیح احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی قانون آزاد انسانوں کو غلام بنانے کی سخت ممانعت کرتا ہے بخاری میں غلامی کا باب غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کے عنوان

سے شروع ہوتا ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کا خدا دشمن ہوگا۔ پہلا وہ شخص جو خدا کے نام پر عہد کرے اور اُسے توڑ دے۔ دوسرا وہ جو ایک آزاد انسان کو بیچ کر اسکی قیمت لے۔ اور تیسرا وہ شخص جو ایک مزدور کو کسی کام کرنے کیلئے لگائے۔ اور جب وہ کام ختم کرلے تو اس کی مزدوری ادا نہ کرے +

اِن تمام مندرجہ بالا امور سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام غلامی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ نبی کریم صلعم کو دوران زندگی میں بہت سے جنگ کرنے پڑے۔ قرآن کریم میں جہاں اِن واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں صرف جنگ میں اسیر کرنے کی اجازت دی ہے جب تک کھلے میدان میں دشمن سے لڑائی نہ ہو۔ کسی شخص کو اسیر جنگ بنانے کی اجازت نہیں +

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منًا بعد و اما فداءً حتیٰ تضیع الحرب اوزارھا (ترجمہ) مسلمانوں جب لڑائی میں کافروں سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو تو انکی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ خوب اچھی طرح ان کا زور توڑ لو۔ تو ان کو قید کرلو پھر یا تو احسان کرکے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر۔ یہاں تک کہ دشمن ہتھیار رکھ دیں +

یہاں قرآن کریم صاف الفاظ میں ایک قانون بیان کرتا ہے کہ اسیران جنگ ہمیشہ کیلئے غلام نہیں بن سکتے۔ یا تو ان کو ازراہِ الطفات آزاد کردینا چاہیئے یا فدیہ سے وہ اپنی رہائی حاصل کریں اکثر دفعہ نبی کریم صلعم نے اسیران جنگ کو آزاد کردیا۔ بنی مصطلق سے جنگ کرنے کے بعد ایکسو خاندان آزاد کردیئے گئے +

جنگ ہوازن کے موقع پر بھی چھ سو اسیران جنگ رہا کر دیئے گئے۔ اسلام کی ابتدائی حالت میں جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیکر ان کو رہا کیا گیا۔ تقریباً انیس جنگ جو نبی کریم صلعم کو پیش آئے دو موقعوں کے سوا سب مرتبہ اسیران جنگ کو رہائی دیگئی۔ ان دو موقعوں پر یہودیوں سے پالا پڑا۔ اگر یہودی ایک شہر پر حملہ کرتے تھے تو باشندوں کی طرف سے مدافعت ہونے پر تمام مردوں کو بغیر کسی تفریق کے تہ تیغ کر دیا جاتا تھا۔ کنعان کی سات قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں۔ دوسری جانب نبی کریم صلعم اپنے دشمنوں کو دوستی۔ اطاعت یا لڑائی کا اختیار دیتے تھے۔ آپؐ نے کبھی شکست خوردہ دشمن کو پامال نہیں کیا۔ بلکہ جزیہ ادا کرنے پر وہ اپنے ہی مذہب کی پیروی کر سکتے تھے +

قریش مدینہ جو دو دفعہ مسلمانوں کو دھوکہ دے چکے تھے آخر انہی کی شرائط کے مطابق ان کو مطیع کیا گیا جسے میں سوائے غلامی کے اور کسی بہتر لفظ سے ادا نہیں کر سکتا۔ خیبر میں یہود کو اسیر کیا گیا۔ کیونکہ وہ بھی اسی گناہ کے مرتکب ہوئے۔ لیکن انہیں سے بھی فدیہ ادا کرنے پر کئی رہا کر دیئے گئے +

عیسائی مخالفین اسلام اس امر کو فراموش کر دیتے ہیں کہ یہودیوں نے تو اپنے آپ کو مجرم ثابت کیا۔ اور ان کے قوانین کے مطابق ہی انہیں سزا دیگئی۔ اس پر عیسائی کیوں اس قدر شور برپا کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے خود لاکھوں بیگناہ یہودیوں کو دنیا کے مختلف حصوں میں مار ڈالا۔ مسلمان کوئی غلام نہیں رکھتے تھے۔ جس کا ثبوت ہمیں اس واقعہ سے ملتا ہے۔ کہ جب قریش نے مسلمان کو تباہ کرنے کے لئے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو نبی کریم صلعم اس جگہ تشریف لائے۔

جہاں خندق کھودی جارہی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں صبح کے وقت کھود رہے تھے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی غلام نہ تھے جو اس کام کو کرتے ہیں ایک اور انگریز مصنف کا حوالہ یہ ثابت کرنیکے لئے پیش کرتا ہوں۔ کہ اسلام نے غلامی کو روکا ہے مسٹر جے۔ ٹامسن ۴ نومبر ۱۸۸۷ء کے لندن ٹائمز میں لکھتے ہیں "۔ میں بغیر کسی تامل کے اور تمہارے نامہ نگاروں سے بہتر علم کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ مشرقی وسط افریقہ میں غلامی اسلئے روز افزوں ترقی پر ہے کہ اسلام نے ابھی تک وہاں قدم نہیں رکھا کیونکہ اسلام کا پھیلنا اور غلامی کی تجارت کا مفقود ہوجانا لازم ملزوم باتیں ہیں"۔ صاحب موصوف اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ افریقہ میں اسلام نہایت پرامن طریق سے پھیلا ہے +

# مغرب میں نیا دور

لوگ اکثر کہتے ہیں۔ کہ عفو۔ خیرات اور اخوت کسی خاص فرقے کی ملکیت میں آگئی ہیں۔ اور حضرت مسیح کے دعوی نبوت سے دنیا میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس امر کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام میں ہم خدا وحدہ لاشریک کو تمام سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہیں اور اسی سرچشمہ نے تمام بنی نوع انسان کو ہدایت کی ندیوں سے سیراب کیا۔ کوئی خاص قوم یا فرقہ تمام نیکیوں کا وارث نہیں۔ بلکہ اس بخشش سے تمام انسان یکساں بہرہ اندوز ہوتے رہے ہیں۔ پرانے زمانوں کی تواریخ میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ مختلف قومیں اس زمین پر آباد

تھیں جنہوں نے اپنا قانون تہذیب اور مذہب اس وقت جاری کیا یہ تمام قومیں خداوند کریم کے احاطہ رحم سے باہر نہ تھیں بلکہ ان پر خدا نے اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے۔ قرآن کریم میں عاد ثمود اور دیگر قوموں کا ذکر ہے۔ ان سب پر خداوند تعالےٰ نے نبی بھیجے۔ اب ہم مختلف مذاہب کی تعلیم پر غور کرتے ہیں۔ ایک مذہب تو خدا کے رحم کو ایک چھوٹی سی قوم تک ہی محدود سمجھتا ہے۔ جو پیغام ایک رسول کی معرفت ان کو دیا گیا وہ دوران زمانہ میں تبدیل ہوگیا اور آجکل بالکل مفقود ہے۔ اللہ ہی تمام انسانوں کا خالق۔ رازق اور ربوبیت کرنیوالا ہے۔ اور یہ کہنا کہ اسکی سب توجہ ایک قوم کی طرف ہی رہی ہے کلمۂ کفر سے کم نہیں۔ اس قوم کا آخری نبی اپنے پیغام کو اپنے حواریوں کے ذہن نشین نہ کرا سکا۔ اسلئے جو لوگ ان کے بعد آئے۔ ان سے ہم کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ اس پیغام کو اپنی اصلی شکل میں محفوظ رکھیں۔ خداوند کریم انسانوں کو بغیر ہدایت کے نہیں رکھنا اسلیئے اس سے ایک اور نیا پیغام نازل فرمایا۔ زمانہ سلف میں ہر ایک قوم یہ سمجھتی تھی کہ وہی خدا کی خاص مورد فضل ہے۔ وہ ایکدوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اسلئے جنگ اور ظلم و تشدد اس زمانے کا خاصہ ہوگیا۔ انسانوں کو وسعت قلب اور اخوت کی سخت احتیاج تھی۔ ایک معجزہ کی ضرورت تھی۔ جو ان جنگجو قوموں کو ایک کر دے۔ یہ معجزہ دنیا میں ہوا تیرہ سو برس ہوئے کہ یہ نیا پیغام تمام دنیا میں گونجا جسے ایک نیا پیغمبر دنیا میں لایا۔ قوموں نے ایکدوسرے سے جنگ کرنا چھوڑ دیا مختلف قبائل نے خونریزی ترک کر دی بت پرستی دور ہوگئی قتل۔ زنا اور نفرت کا نشان مٹ گیا۔ ان امور کی شہادت کے لئے تواریخ موجود ہے اس وقت سے انسان کو اخوت کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ قومیت اور رنگ

کی تفریق جاتی رہی۔ دنیا کیلئے ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ آج مختلف مذاہب کے پادری حکم الٰہی کے خلاف لڑ رہے ہیں لیکن ان کو یقیناً شکست ہوگی۔ قرآن فرماتا ہے

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ترجمہ۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اللہ اپنے نور کو پھیلا کر رہیگا۔ گو کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے +

اس نئے پیغام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور اسکی فتح ایک یقینی امر ہے مغربی دنیا مادہ پرستی اور تعصب میں گرفتار رہے لیکن نورِ الٰہی انگلستان کو بھی منور کر رہا ہے۔ ریل گاڑی میں ووکنگ سے گذرتے ہوئے ایک مسافر کی نظر مسجد پر پڑتی ہے۔ جس پر بہت سے حملے ہوتے رہتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ سچائی غالب آ رہی ہے +

ایڈورن جانسن اپنی کتاب عیسائیت کے عروج میں لکھتے ہیں میں نہایت دلچسپی سے سرزمین انگلستان کی مسجد کو دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے مسلم دوست گو ہم سے کچھ سیکھنے کی خواہش کریں لیکن در اصل ہمیں ان سے زمانہ وسطیٰ کی ان روایات کو سیکھنا چاہئے۔ جن کے وہ عالم ہیں۔ وہ ایک پکے اور نہایت عظیم الشان مذہب کے پیرو ہیں جس کی بنیاد مضبوط فلسفہ پر ہے۔ قرآن کریم نے ہماری موجودہ کامیابی کا راز بھی بتایا ہے کہ ہم دشمنوں کو بھی دوستوں میں تبدیل کر دیں۔ اور جو شخص اسلام قبول کرنے کی جرأت کرتا ہے وہ مذہبی نکتہ نگاہ سے دشمنوں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور انہیں مطالعہ اسلام کیلئے آمادہ کرتا ہے ضرور ایکدن ایسا آئیگا کہ وہ بیدار ہو جائیں گے۔ اور دنیا کا مذہب اسلام ہو گا۔ مغرب میں نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ ہم سب کو اپنا فرض بجا لانا چاہئے۔ اختلاف اور عناد کی بجائے ہمیں خداوند تعالےٰ کے پیغام کو لے کر امن و اخوت دنیا میں قائم کرنی چاہئے +

# غزوات نبوی

(نمبر ۵)

از جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی-اے مسلم منشی)

پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ یہود اسلام کے تنزل کی بجد کوشش کر رہے تھے۔ جواب روز افزوں ترقی پر تھا۔ بنی ناظر کی جلاوطنی سے ایک اور وجہ مخاصمت پیدا ہو گئی۔ اس قبیلہ کے چند ایک سردار قریش مکہ کے پاس اس مشورہ کیلئے گئے کہ مسلمانوں پر ملکر کس طرح حملہ کیا جائے۔ اسکے بعد یہود بنی غطفان کے قبیلہ کو بھی جنگ پر آمادہ کر لیا۔ مکہ کے بت پرست تو پہلے ہی مسلمانوں کی تباہی کے درپے تھے بنو سلیم قریش کے ساتھ تھے۔ اور ان کو ہر طرح کی مدد دینے کیلئے رضامند تھے۔ الغرض تمام عرب اسلام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور چوبیس ہزار کا ایک زبردست لشکر مدینہ پر چڑھ آیا۔ فوج تین دستوں میں تقسیم ہوئی۔ غطفان عنیت بن حسن کے ماتحت تھے طلحہ بنو اسد کا سردار مقرر ہوا اور قریش ابوسفیان کے زیر کمان تھے۔ جو تمام فوج کا سپہ سالار تھا۔ راستہ میں اس فوج کی کوئی مزاحمت نہیں کی اسلئے اس نے مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ جب اس حملہ کی خبر نبی کریم صلعم کو ملی تو آپ نے فوراً ایک مجلس مقرر کی تاکہ حفاظت کیلئے مشورہ کیا جائے۔ دشمن کی طاقت یقیناً بہت زیادہ تھی۔ ایک مٹھی بھر مسلمان ان کا کھلے میدان میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اسلئے سلمان نے یہ صلاح دی۔ کہ شہر مدینہ کو اندر سے مستحکم کیا جائے۔ اور اس کے گرد ایک خندق کھودی جائے۔ اس پر فوراً ہی عمل کیا گیا۔ بچوں اور عورتوں کو محفوظ گھروں میں بھیج دیا گیا۔ اور تین ہزار مسلمان مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ خندق نہایت سرعت کے ساتھ کھودی گئی نبی کریم صلعم خود اس کے کھودنے میں شامل تھے یہود کا ایک مشہور قبیلہ بنو قریضہ

جو ابھی تک غیر جانبدار تھا۔ لیکن بنی ناظر انہیں مجبور کر رہے تھے کہ وہ معاہدہ کو توڑ کر اسلام کے خلاف ہو جائیں پہلے تو وہ کچھ تامل کرتے رہے لیکن آخر انہوں نے اسلام کے خلاف علم بلند کر دیا۔ نبی کریم صلعم نے سعد بن معاذ اور سعد بن ابدا کو اس خبر کی تصدیق کیلئے روانہ کیا۔ جنہوں نے واپس آکر اسکی صداقت کو ظاہر کیا۔ نبی کریم صلعم کے سفیروں نے بنو قریضہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہیں لیکن انہوں نے نہایت گستاخی سے جوابدیا۔ کہ محمد اور خدا کا رسول کون ہے کہ ہم اسکی اطاعت کریں۔ ہماری اس کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں اس آڑے وقت پر بنو قریضہ کی غداری اسلام کیلئے نہایت خطرناک معلوم ہوئی۔ اور دشمنان اسلام میں مزید اضافہ ہوگیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں بہت تشویش پیدا ہوئی۔ قرآن کریم انکی حالت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے +

اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ۵ ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً ۰ ترجمہ۔ جس وقت کہ دشمن تم پر تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی چڑھ آئے اور مارے خوف کے تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہگئی تھیں۔ اور کلیجے مونہوں کو آگئے تھے۔ اور خدا کی نسبت تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ اِس موقعہ پر مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور خوب جھڑ جھڑائے گئے +

یہود مدینے کے گردونواح سے خوب واقف تھے۔ اسلئے وہ شہر کے کمزور مقامات دشمن کو بتا کر انکی خوب مدد کر سکتے تھے مسلمانوں کا خطرہ منافقین کے گروہ سے اور بھی بڑھ گیا +

خندق کی وجہ سے دشمن مدینہ پر حملہ نہ کر سکے۔ انھوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ مسلمان اطاعت قبول کر لیں۔ ایک ماہ تک محاصرہ رہا مسلمانوں میں فاقہ کی نوبت پہنچ گئی۔ لیکن تمام نہایت بہادری سے خدا کی راہ میں ان مصائب کا مقابلہ کرتے رہے۔ دشمنوں نے خندق کو عبور کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن مسلمان ان حملوں کی مدافعت کرتے رہے۔ اس عرصہ میں دشمن کی فوج محاصرہ سے تنگ آگئی۔ رسد کم ہونے لگی۔ اور ان کے گھوڑے مرنے لگے۔ رات کے وقت ایک سخت طوفان چلا۔ جس سے خیمے اکھڑ گئے اور تمام روشنیاں بجھ گئیں بت پرستوں نے سمجھا کہ یہ خدا کا قہر نازل ہوا ہے اسلئے وہ پسپا ہو گئے اتنا زبردست لشکر جس سے اسلام ایک خطرہ میں تھا ہوا میں غائب ہو گیا۔ ابوسفیان اور اسکی تمام فوج بھاگ گئی۔ باقی ماندہ بنو قریضہ کے پاس پناہ گزین ہو گئے۔ نبی کریم صلعم نے ایک رات پہلے فرما دیا تھا کہ یہ فوج منتشر ہو جائیگی۔ صبح کے وقت مسلمانوں نے دشمن کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اور تمام خوشیاں مناتے ہوئے شہر میں آئے +

گو مسلمانوں کی یہ فتح ایک معجزہ تھی لیکن ابھی بنو قریضہ کا خطرہ باقی تھا۔ انھوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ کر غداری کی۔ اب نبی کریم صلعم کا اعتماد جاتا رہا مسلمانوں نے اس سے پہلے کہ وہ پھر اپنی منصوبہ بازی شروع کریں۔ انکے قلعہ پر حملہ کر دیا پچیس دن کے محاصرہ کے بعد بنو قریضہ نے سعد بن معاذ کی شرائط پر اطاعت قبول کر لی سعد بن معاذ نے یہ شرط پیش کی۔ کہ تمام لڑائی کرنیوالے آدمی ہلاک کر دیئے جائیں۔ اور تمام عورتیں اور بچے مع مال و اسباب مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں۔ چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ صحیح احادیث کے مطابق چار سو آدمی

ہلاک کئے گئے۔ ان میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ کیونکہ اس نے ایک بھاری پتھر لڑکا کر ایک مسلمان سپاہی کو ہلاک کردیا تھا۔ اس عورت نے نہایت بہادری سے اپنی جان دی۔ اسے معلوم تھا۔ کہ اس کے خلاف قتل کا حکم صادر ہو چکا ہے لیکن اُسے مطلق گھبراہٹ نہ تھی۔ اس کے سامنے آدمی ہلاک ہو رہے تھے۔ لیکن وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کررہی تھی۔ آخر اسے بلایا گیا وہ نہایت سکون سے اٹھی حضرت عائشہؓ نے پوچھا تم کہاں چلی ہو۔ اس نے جواب میں کہا میں نے ایک جرم کیا ہے۔ اور اس کے عوض قتل کی جاؤنگی۔ دشمنان اسلام نے اس حکم کی سختی کی نسبت بہت مبالغہ سے لکھا ہے۔ بیشک یہ حکم سخت ہے لیکن اس کے مقابلہ پر ہمیں بنی قریضہ کے جرموں کی طرف دیکھنا چاہئے۔ جو اُن سے سرزد ہوئے وہ کھلم کھلا دشمنی پر آمادہ ہو گئے۔ اور غداری اور عہد شکنی کی جس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ اسلام کی بربادی کے درپے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے تو کمال بیرحمی سے مسلمانوں کو قتل کرڈالتے۔ اگر وہ سعد کے فیصلہ کے بغیر بھی قتل کئے جاتے تو اس زمانے کے رواج جنگ کے مطابق صحیح تھا۔ موجودہ زمانہ میں جنرل ڈائر امرتسر کے چھ سو پُرامن لوگوں کو جنمیں کمسن بچے بھی شامل ہیں صرف امن قائم رکھنے کیلئے ہلاک کرڈالتا ہے تو ہمیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بنو قریضہ کو باوجود نبی کریمؐ سے جنگ کرنے کے کیوں نہ مار دیا جاتا۔ انھوں نے خود اپنی تباہی کا سامان کیا۔ انہی کی منشاء سے فیصلہ کیلئے سعد مقرر ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ اس کا فیصلہ اُن کے عہد نامے کے خلاف نہیں۔ اور اسی لئے وہ اس فیصلہ پر چون وچرا نہ کر سکے +

# اِسلامی اور عیسائی تہذیب

(از قلم مسٹر آر۔ لسان)

مذہب ان اصُولوں کا نام ہے جو انسانی زندگی کی ہدایت کے لئے قوانین کی شکل میں ایک بلند تر ہستی کی طرف سے مانے جاتے ہیں جس پر ایک وحشی اور مہذب انسان کا یکساں ایمان ہوتا ہے۔ وہ بلند تر ہستی خواہ ایک رُوح ہو یا ایک بُت یا اُسے خدائے وحدہٗ لاشریک سے تعبیر کیا جائے جسقدر انسان کا معبُود بلند ہوگا۔ اسی تناسب سے مذہب ہم میں اخلاقی ذمہ داری کا احساس اور ان اوصاف حمیدہ کو پیدا کریگا جسے عام طور پر تہذیب کہا جاتا ہے جسمیں خیرات۔ احسان۔ اخوت اِنسانی محبّت۔ پاکیزگی۔ رحم۔ علم شامل ہیں +

اسلام اور عیسائیت ہی دنیا کے دو بڑے الہامی مذہب ہیں۔ ذرا ان دونوں مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ کہاں تک انہوں نے اپنے رسُولوں کے مشن کو پورا کیا۔ اور کس حد تک انہوں نے جہالت گناہ اور ظلم کی بجائے علم و ہنر سچائی اور عدل و ترقی کو دنیا میں پھیلایا ہے۔ نبی کریم صلعم کے نازل ہونے پر قبائل عرب سخت جہالت کی تاریکی میں تھے وہ جانوروں اور بُتوں کی پرستش کرتے تھے اور انہوں نے ۳۶۰ بت مکہ میں رکھ لئے تھے۔ انسانی قربانی کا بھی رواج تھا۔ اور لڑکیاں زندہ دفن کردیجاتی تھیں۔ لوگوں کی اخلاقی حالت نہایت پست تھی۔ غلام ابتر حالت میں تھے۔ اور شراب خوری کی کوئی حد نہ تھی۔ یہودی اور عیسائی مذہب عرب کی بُت پرستی کو دور نہ کرسکے۔ جس کا اعتراف سر ولیم میور نے بھی کیا ہے۔ لیکن نبی کریم صلعم کی زندگی میں اور ایک نسل

کے دوران میں عرب کی رسومات اور مذہب میں ایک تغیر واقع ہوا۔ بتوں اور دیوتاؤں کی مورتوں کو توڑ دیا گیا۔ انسانی قربانی اور لڑکیوں کے قتل کی ممانعت کر دی گئی۔ لوگوں کی اخلاقی حالت بدرجہا بہتر ہو گئی۔ غلامی اخوت میں تبدیل ہو گئی۔ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت ہونے لگی۔ اور سب عرب میں وحدانیت چھا گئی۔ الغرض ایک انسانی زندگی کے دوران میں عرب جہالت سے نکلکر مہذب ہو گیا۔ اور ایک خدا کی پرستش ہونے لگی۔ اب عیسائیت کی طرف دیکھیں حضرت مسیح کی تعلیم تو اعلےٰ درجہ کی تھی۔ اور تمام مسلمان آپ کی عزت کرتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ آپ کے پیروں نے کہاں تک آپ کی تعلیم پر عمل کیا ہے۔ پہلے پہل عیسائیت صرف ایک یہودی فرقے تک ہی محدود تھی جنہیں ناصری کہتے تھے کچھ عرصہ بعد انیٹاک میں انہیں مضحکہ کے رنگ میں کرسچنز کہنے لگے۔ پہلے یہ مذہب رومن لوگوں میں پھیلا۔ اسلام کی طرح یہ بھی مشنری مذہب تھا لیکن نبی کریم صلعم رسول بھی تھے اور حکمران بھی۔ اسلئے عیسائیت کو ہم اس زمانے سے تہذیب اور اصلاح زمانہ میں ایک جزو خیال کرینگے۔ جب اسمیں دنیاوی طاقت پیدا ہو گئی۔ اوائل میں ہی پطرس اور پولوس میں نااتفاقی ہو گئی۔ اور جب کانسٹنٹائن کے عہد میں عیسائیت کو شاہی مذہب قرار دیا گیا تو ہمیں یہی نظر آتا ہے۔ کہ اسی وقت سے اصلی اور قدیم مذہب کے بجائے پیتھاگورس اور افلاطون کا یونانی فلسفہ مروّج ہو گیا۔ وحدانیت کی جگہ تثلیث پرستی اور مذہبی تعصب بڑھ گیا۔ سکندریہ کے کتبخانے کو جلانے کا جھوٹا الزام جو حضرت عمرؓ پر لگایا جاتا تھا۔ اب بڑے بڑے علما اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اس تعلیمی مرکز کو عیسائیوں نے ہی جلایا تھا سلطنت روم کو علم اور تہذیب و تمدن کو عیسائیت نے صفحہ ہستی سے مٹا کر اسکی جگہ جہالت اور توہم پرستی کو دنیا میں قائم کیا اور یورپ پر

تاریکی کا زمانہ چھا گیا۔ اسمیں ذرہ بھی مبالغہ نہیں۔ اس امر کا ثبوت مندرجہ ذیل کتابوں سے مل سکتا ہے۔

(Milmans Latin Christianity)(Leckys history of European Morals)(Gibbons decline and fall of Roman Empire)

ان تصانیف میں عیسائیوں کا صحیح نقشہ موجود ہے کہ کس طرح انھوں نے حضرت مسیح کی تعلیم کو بدل دیا۔ اور سلطنت رُوم کی ہزار سالہ تعلیمی ترقی و تمدّن کو تباہ کر کے بدکاریوں اور قبیح رسُومات کی بُنیاد ڈالی۔ کلیسیا اور عوام میں اخلاق کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جہالت توہم پرستی ظلم و بدکاری پھیلی ہوئی تھی۔ اور ایک ہزار سال کیلئے تہذیب دُنیا سے معدُوم ہو گئی۔ اسلام کے عروج پر خلفا کے عہد حکومت میں علم پھیلانے کا احساس ہوا اور انھوں نے علم و فنون سائنس اور فلسفہ کی ترقی میں کوشش کی فارس اور مصر کی فتوحات سے مسلمان ان ممالک کے علم و فنون سے متاثر ہوئے۔ خلفا نے یونیورسٹیاں قائم کیں کالج بنائے۔ اور علم کو فروغ دیا۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوئی وہاں علم و ہنر کو بھی ترقی ہوئی۔ کابل۔ بلخ۔ بخارا۔ سمرقند۔ بغداد علم کے مرکز بنگئے مشہور تصانیف کے ترجمے عربی زبان میں کئے گئے ریاضی۔ انجنیرنگ۔ علم ہیئت۔ طب۔ سرجری۔ فلسفہ۔ زراعت۔ قانون سب علوم اسلامی سلطنت میں پڑھائے جاتے تھے سپین میں بھی اسلامی فتح کے بعد ہی ترقی ہوئی۔ غرناطہ اور قرطبہ محلات۔ کتب خانوں۔ دارالمشاہدات سے مُزیّن اور نہایت ہی پُر رونق اور خوبصورت شہر بن گئے۔ عربوں کے چلے جانے پر یہ سب کھنڈرات ہو گئے۔

گیبر۔ آرسینا۔ ایوروز۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور جامی اس زمانہ کے علماء میں سے تھے۔ ہمارے الفاظ جبر مقابلہ۔ امیرالبحر۔ کیمسٹری۔ کیمیا ظاہر

کرتے ہیں کہ یورپ کہاں تک مسلمانوں کے زیر احسان ہے چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے "۔ ہم یہاں یہ لکھنا نہیں چاہتے ۔ کہ اسلام سے بنی نوع انسان کو کہاں تک فائدہ پہنچا ۔ یا یورپ کے علوم و فنون میں اس کا کیا حصّہ ہے ۔ صرف اتنا ہی کہ دینا کافی ہے ۔ کہ مسلمان ۹ سن عیسوی سے ۱۳ سنہ عیسوی تک یورپ کی وحشی اقوام کے اُستاد رہے ۔ یورپ کی علمی ترقی کی تواریخ جو ڈریپر ( Draper ) نے لکھی اس سے ظاہر ہے ۔ کہ سپین میں مسلمانوں نے علم و ادب تمدن و سائنس میں بہت ترقی کر لی تھی اور قرطبہ میں ہزاروں طالب علم فلسفہ ۔ تاریخ ۔ جغرافیہ ۔ زباندانی ۔ صرف نحو ۔ طب پڑھتے تھے ۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ۔ چار چیزیں دنیا کو سنبھالے ہوئے ہیں ۔ علما کا علم ۔ مدبروں کا عدل نیکوں کی عبادت اور بہادروں کی شجاعت کانسٹانٹائن کے عہد میں جب عیسائیت کو شاہی مذہب قرار دیا تو اس مذہب سے جو لوگ اختلاف رکھتے تھے انہیں تباہ کر دیا گیا عیسائیت کے دوسرے فرقوں کے گرجا بند کر دیئے گئے ۔ ان امور کا ذکر ہم بعد میں کرینگے ۔ فی الحال تو ہم علم و سائنس کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں ۔ سلطنت روم میں تعلیم کا نہایت اعلےٰ انتظام تھا ۔ تمام یورپ میں پرائمری سکول پھیلے ہوئے تھے غلام اور آزاد سب لکھ پڑھ سکتے تھے سکنڈری سکول بھی فراخ دلی سے تعلیم دیتے تھے ۔ انکے اخراجات کی کفیل میونسپلٹی ہوا کرتی تھی ۔ روم اور قسطنطنیہ میں یونیورسٹیاں قائم تھیں جہاں طالبعلموں کو مفت تعلیم دی جاتی تھی ۔ شاہان وقت اپنے خزانے سے یونیورسٹیوں اور معلموں کی امداد کرتے تھے لیکن عیسائیت کے آنے سے کلیسیا کے اراکین نے دنیاوی تعلیم کی سخت مخالفت شروع کر دی گال اور گاتھک اقوام کے حملوں نے سکولوں کو تباہ کر دیا ۔ اور کوئی نئے سکول قائم نہ ہوئے سینٹ آگسٹائن نے افلاطو اور راہبوں کے پیروؤں کی

مذمت کی۔ اور طبعیات اور علم ہیئت کے بہت سے مسائل کو محض تضیع اوقات کہا۔ مسٹر لیکی ( Mr Leaky ) کے اس قول میں کوئی شبہ نہیں کہ کیتھولک عروج کا زمانہ انسانی ترقی کی تواریخ میں نہایت ہی افسوسناک ہے +

مصر میں اسکندریہ سلطنت روم کا علمی مرکز تھا۔ وہاں پانچ سن عیسوی تک ریاضی علم ہیئت اور سائنس کی تعلیم دیجاتی تھی لیکن اس عرصہ کے بعد عیسائی راہبوں نے سکولوں کا محاصرہ کر کے ہائیپیٹیا ( Hypatia ) کو نہایت ایذا رسانی سے مار ڈالا۔ اور برسوں کی تعلیم اور درسگاہوں کو برباد کر دیا۔ پھر مذہبی تعصب سے وہ کُشت و خون کا سلسلہ شروع ہوا کہ تہذیب عنقا کی طرح دنیا سے غائب ہو گئی۔ راہب لوگوں میں سے چُنے ہوئے اشخاص تھے۔ اور انہیں خانقاہوں میں علوم و فنون کو فروغ دینے میں بہت فرصت میسر تھی لیکن ان کی توجہ اسکے متعلق نہ ہوئی۔ کتب خانوں میں بھی تصانیف کی تعداد بہت تھوڑی تھی ناویس میں ۶۷۰۰ کتب موجود تھیں۔ دوسری طرف اسکندریہ میں ۷۰۰۰۰۰ تصانیف کا مجموعہ تھا۔ اور موروں کی سپین میں ستر پبلک لائبریریاں تھیں ایک شاہی لائبریری تھی جسمیں ۶۰۰۰۰۰ تصانیف کا مجموعہ تھا۔ ایام وسطیٰ کے بہت سے پادری لکھ پڑھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ۱۲ سنہ عیسوی میں چند ایک معقول لوگ پیدا ہوئے جنکے خلاف کلیسیا نے آواز بلند کی۔ کیونکہ یہ نئی تحریک کے حامی تھے +

( Rosceten ) ( Arnold ) ( Abelard )

چند ایک شخص ہیں جنہیں کلیسیا کے ظلم سہنے پڑے۔ آرنلڈ ( Arnold ) کو اسکی تعلیم کی بنا پر جلا دیا گیا۔ روجر بیکن ( Roger Bacon ) کو چودہ برس تک زندان میں رکھا گیا۔ کیونکہ وہ سائنس کی تعلیم دیتا تھا سینٹ آگسٹائن اور کلیسیا کے رکن تحت الارض ( Antipodes )

کے قائل نہ تھے سینٹ سٹیفن کے راہبوں نے کلمبس سے کہا۔ کہ امریکہ کرہ ارضی پر کوئی براعظم نہیں ۱۳۲۷ء عیسوی میں کلیسیا نے (Cecco d' Ascoli) ایک مشہور ہیئت دان کو جلا دیا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیا کی حالت بھی بہتر نہ تھی۔ لوتھر کوپرنیکس (Copernicus) کے متعلق کہا کہ یہ بیوقوف کل علم ہیئت کو ہی بدلنا چاہتا ہے انجیل مقدس میں جوشوآ نے تو سورج کو ساکت ہونے کے لئے کہا نہ کہ زمین کو + ٹیلسکوپ (Telescope) کی ایجاد کے بہت عرصہ بعد بھی وٹنبرگ اور دیگر یونیورسٹیوں نے پروٹسٹنٹ اراکین نے پروفیسروں کو اسکے مشاہدات بیان کرنیسے روک دیا۔ کیتھولک یونیورسٹیوں میں تو پروفیسروں نے پرانی تعلیم دینے کیلئے حلف لیا جاتا تھا۔ سکندر سوئم (Alexander III) نے ۱۱۶۳ء میں پادریوں کو ہی جنہیں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملتا تھا علم طبعیات پڑھنے سے روک دیا +

(Cardinal Ximenes) نے سپین میں عربوں کی تمام کتابوں کو جو طب۔ تواریخ اور زراعت سے تعلق رکھتی تھیں اسلئے جلا دیا۔ کہ یہ سب قرآن ہیں۔ یہ ایسا تعلیمی صدمہ تھا۔ جس کا اثر ابھی تک سپین پر ہے۔ کلیسیا نے زمین موسم کی تبدیلی اور معدنیات کا تعلق جادو سے بتایا۔ اس تعلیم نے صنعت وحرفت اور سائنس کو تباہ کر دیا +

سینٹ تھامس اکویناس (St Thomas Aquinas) کہتا ہے یہ مذہب کے عقائد میں سے ہے کہ جن بھوت ہوا۔ طوفان بارش اور آگ آسمان سے پیدا کر سکتے ہیں " ۱۷۵۲ء میں جب فرینکلن نے برقی طاقت کے متعلق تجربے کرکے چند ایک جن بھوتوں کو نیچے گرایا تو اس وقت بھی کلیسیا نے اسکی سخت مخالفت کی۔ جہازرانی کی طرف توجہ کم ہو گئی۔ کیونکہ کمپاس کو شیطانی ایجاد کہا جاتا تھا +

الغرض علم و ہنر کی ترقی اور سائنس کے ہر شعبہ میں کلیسیا حائل ہو گیا جس سے دنیا بہت دیر تک شاہراہ تہذیب و ترقی پر گامزن نہ ہو سکی +

(باقی آیندہ)

# اسلام میں خدا کا مفہوم

نمبر ۱

(از قلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال صاحب)

قل من رب السمٰوات والارض ۵ قل اللہ قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا ۵ قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر ام ھل تستوی الظلمٰت والنور ۵ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار ۵ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ۵ ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللہ الامثال + **ترجمہ** پوچھو کہ آسمان اور زمین کا پروردگار کون ہے۔ کہو اللہ پھر کہو کیا تم اس سے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے ذاتی نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں۔ کہو کہیں بھلا اندھا اور آنکھوں والا بھی برابر ہو سکتا ہے۔ اور کہیں اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے یا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک ٹھیرا رکھے ہیں کہ اسی کی سی مخلوق انہوں نے بھی پیدا کر رکھی ہے۔ اور اب ان کو مخلوقات کے بارے میں شبہ واقع ہو گیا ہے۔ کہو اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے۔ وہ اکیلا سب پر غالب ہے اُسی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اپنی قدر کے مطابق نالے بہہ نکلے۔ پھر جھاگ جو

اُوپر آگیا اُسے پانی کی رَو بہالے گئی۔ اور یہ جو لوگ زیور یا دوسرے سازوسامان کیلئے دھاتوں کو آگ میں جلاتے ہیں۔ اسمیں بھی اسیطرح کا کھوٹ ملا ہوتا ہے یوں اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے پس صرف جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کے کام آتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ اللہ اس طرح مثالیں بیان فرماتا ہے +

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ پر صرف ایمان لانا ہی کافی ہے! اور اس امر کی چنداں پرواہ نہیں کہ کس طریق سے اسکی عبادت کی جائے۔ اور کن عقائد کو اس ذات کے متعلق دل میں جگہ دیجائے۔ جو لوگ اپنے تئیں روشن دماغ تصور کرتے ہیں میں نے انکو اکثر یہ کہتے سُنا ہے کہ بُت پرستی کو بُرا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جنہیں ہم بُت پرست کہتے ہیں۔ وہ بھی اپنے عقائد کے مطابق کسی نہ کسی واحد خدا کو مانتے ہیں! اور اپنے دوسرے دیوتاؤں کو محض وسیلہ یا شفیع شمار کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہمیں نہایت تنگدل سمجھتے ہیں۔ جب ہم حضرت مسیح فرشتوں اور کلیسیا کے ولیوں کی پرستش کو مذموم خیال کرتے ہیں۔ انکی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ خدا تو ایک ہے اور وہی رب العٰلمین اور پرستش کے لائق ہے۔ تو پھر کیا مضائقہ ہے۔ کہ جس طرح لوگ چاہیں عبادت کرلیں۔ خدا انکی کم فہمی اور غلطیوں کو معاف کردیگا لیکن کیا ایک اندھا آنکھ والے کے برابر ہے۔ اور کیا اندھیرے اور اُجالے میں کوئی فرق نہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا کو اس دنیا کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اسکی بادشاہت تو دوسری دنیا میں ہے لیکن قرآن کریم یہ صاف طور پر بتلاتا ہے کہ خدا ہی آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور اللہ کا مقصد اس دنیا اور آخرت میں انصاف پر مبنی ہے! اور انسان کی غرض یہی ہونی چاہیئے کہ اس پاک مقصد کو ایک باشعور ہستی کی طرح دنیا میں کامیاب بنانے کی کوشش کرتا ہے انسان خدا کا خلیفہ ہے اسمیں قوت فیصلہ اور اپنی ذمہ داری کا احساس ضروری ہے اس دنیا میں خداوند تعالٰی کی خدمت سے انسان عقبٰی میں جنّت کا وارث ہوسکتا ہے اور اسکے طریق زندگی سے خداوند کریم پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کا تعلق تو محض اسکی

اپنی ذات سے ہے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ واللہ غنیٌ عن العالمین ترجمہ جو کوئی کوشش کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے لوگوں سے بے پرواہ ہے انسان کس طرح خداوند تعالیٰ کا ذی شعور خلیفہ بن سکتا ہے۔ جب اُسے یہی علم نہیں کہ وہ خدا اس دنیا کا حاکم ہے۔ اور وہ کس طریق سے خدا کے مقصد کو پورا کر سکتا ہے جب وہ اس مقصد سے ہی ناآشنا ہے۔ کیا وہ خدا کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں جنہوں نے خدا کی پیدا کردہ اشیأ کی طرح کچھ بنایا ہے کہ وہ دونوں چیزوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کے اس شرک کیلئے کچھ بہانا ہو جاتا لیکن ایک عقلمند انسان کیلئے یہ ناممکن ہے کہ وہ خدا کی مخلوقات اور دستِ انسانی کی بنی ہوئی چیزوں میں فرق نہ کر سکے مختلف مظاہر قدرت بھی خدا کی مخلوقات کا ایک عنصر ہیں انکی پرستش کرنا بھی خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے کیونکہ یہ تمام مظاہر قدرت تو اس کے عظیم الشان مقصد کا ایک جزو ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انسان کو خدا کے رُتبہ تک پہنچاتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق بدی کی طاقتوں نے انسانوں پر اسقدر غلبہ پالیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کو گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو دُنیا میں بھیجنا پڑا۔ خدا کے ایک نبی نے استعارتاً اپنے آپ کو اور تمام نیک بندوں کو خدا کا بیٹا کہا۔ یہ ایک شاعرانہ خیال تھا لیکن لوگ اس سے گمراہ ہو گئے۔ خدا کی نسبت یہ باطل عقائد رکھتے ہوئے وہ لوگ کس طرح خدا کی خدمت کر سکتے ہیں جنہوں نے خدا کے مقصد کو یہیں تک محدود سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ آخرت میں ایک جماعت کو منتخب کر کے کامیاب بنا دیگا۔ وہ کس طرح بنی نوع انسان کی ترقی میں کوشاں ہو سکتے ہیں جو اس دنیا میں خداوند تعالیٰ کا اصلی مقصد ہے۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اندھا کر لیا ہے۔ اور یہ کس طرح ان کے برابر ہو سکتے ہیں جو بتاتا ہیں نہ تم خدا کے خلیفہ ہو اور نہ میں ہی خدا کا خلیفہ ہوں۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان مجموعی حالت میں خدا کے خلیفہ ہیں۔ یہ قرآن کا ایک معجزہ ہے کہ وہ کسی خاص قوم یا جماعت کو اپنا مورد فضل واحسان نہیں ٹھیراتا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان اس کے فیض رحمت سے متمتع ہو سکتے ہیں آیت ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ ترجمہ تمہارا

پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا صرف ایک جی کے پیدا کرنے اور زندہ کرنے کی طرح ہے میں نہایت ہی پر معنی اور انسانی علم سے بالاتر ہے - - - ہمارا دماغ اسے پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہے لیکن اسکی گونج دماغ میں ہمیشہ موجود رہتی ہے - میں نے اس آیت کی کوئی بھی تسلی بخش تفسیر نہیں پڑھی - یہ الفاظ ایک معمہ ہیں - کیونکہ کوئی انسان نہیں جانتا - کہ آخرت میں کیا ہوگا - ہر ایک انسان اپنا فرض ادا کرنے کے بعد روح کا تعلق خدا سے قائم کر سکتا ہے - اور اسی راستہ سے بہشت میں جا سکتا ہے - اسلئے ایک روح کی شکل میں اٹھائے جانے سے مختلف انسانوں کی ہستی تو برقرار رہیگی - تمہارے خیال میں اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے تو اس سے یہی سمجھا ہے کہ آخرت میں خدا کے تعلقات کی نسبت ہم سے الگ الگ سوال نہیں ہوگا - بلکہ تمام بنی نوع انسان بحیثیت مجموعی مقصد خداوندی کے متعلق پوچھے جائیں گے - ویل ہے اس دن ان لوگوں پر جو ظلم کرتے ہیں - اور مخلوق خدا کو خود غرضی کے خیال سے غلام بنانے کیلئے فتح کرتے ہیں - مثال کے طور پر ہمیں سمجھایا ہے - کہ اس دن بغیر سینگ کے جانور سینگ والے جانوروں سے بدلہ لیں گے - اور کمزور لوگ طاقتوروں کے خلاف فریاد رسی ہوگی +

دنیا سے ظلم و فساد معدوم ہو جائے اگر لوگوں کا ایمان ہو کہ انھوں نے ایکدن آسمانوں اور زمین کے بادشاہ کے حضور میں جانا ہے - انھوں نے ایکدن آسمانوں اور زمین کے بادشاہ کے حضور میں اور اس دن ان کا حساب بحیثیت ایک انگریز - فرانسیسی - ہندوستانی یا مصری کے نہیں ہوگا - بلکہ ہر ایک آدمی نسل انسانی کا ایک ممبر سمجھا جائیگا - بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے ہی انسان کو خدا کا خلیفہ کہا ہے - آسمان سے بارش کا آنا اس ہدایت سے مراد ہے جو خداوند تعالی نے مختلف زمانوں میں ہر ایک ملک پر نازل فرمائی - انسانی کوششوں اور فہم کی حدود کو وادیاں کہا ہے جو مذہب کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں - دریا کی رو جھاگ کو بہالے جاتی ہے - جھاگ سے خیالات فاسدہ

اور عقائد باطلہ مراد ہیں ۔ ایک خاص وقت کیلئے آسمانی بارش بند ہو جاتی ہے لیکن اسکے بعد پہاڑوں پر ابر رحمت چھا جاتا ہے ! اور وادیاں پانی سے بھر جاتی ہیں ۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک خاص عرصہ تک ایک قوم برکت الہام سے متمتع نہ ہو ۔ لیکن ضرور بارش الہامی ان پر نازل ہو کر انہیں سیراب کریگی ۔ خداوند تعالیٰ ان ہی قوانین سے تمام انسانوں کی ربوبیت کرتا ہے ۔ انسان کی بڑی بڑی یادگاریں اسکی عظیم الشان سلطنتیں اور عقائد خداوند کے نزدیک جھاگ کی مانند صغیر اور کم ظرف چیزیں ہیں جو کچھ دیر کے لئے سطح پر آجاتی ہے ۔ اور پھر اس کا نشان تک نہیں ملتا ۔ اور جو چیزیں زیورات یا اوزار بنانے کے لئے آگ میں پگھلائی جاتی ہیں ۔ ان پر بھی میل اور فضلہ آجاتا ہے خداوند تعالےٰ دنیاوی جاہ و جلال کو ان اوٹے چیزوں سے مشابہت دیتا ہے قرآن کریم نے کس خوبی سے تمام انسانی تاریخ کو ان مثالوں سے روشن کیا ہے تیرہ سو برس پیشتر ایک اُمّی عرب کے اس فہم و فراست کو کن وجوہات پر محمول کر سکتے ہو سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی طرف سے ملہم ہو ۔ نبی کریم صلعم سے پہلے عرب بانداق اور شاعری میں شہرہ آفاق تھے لیکن ایسے بلند خیالات کہیں بھی ان کے اشعار میں نہیں ملتے ۔ اور کسی علم ادب نے بنی نوع انسان کے متعلق خداوند تعالےٰ کے اس وسیع مقصد کو بیان نہیں کیا ۔ دنیا ہمیشہ سے ایک کٹھالی میں ہے بعض اوقات یہ مادہ اُبل پڑتا ہے مختلف اجزا ایکدوسرے سے ملجاتے ہیں فضلہ سطح پر آجاتا ہے ۔ اور کچھ دیر ٹھیر کر غائب ہو جاتا ہے ہم اس کرۂ ارضی کے آغاز سے ہی ایکدوسرے پر اثر ڈالتے رہے ہیں لیکن اُنہی افعال کا کچھ دائمی اثر رہتا ہے جن کا مقصد بنی نوع انسان کی ترقی اور اخوت انسانی کا قائم کرنا ہوتا ہے ۔

غور کریں کہ کس طرح مشرق و مغرب ایکدوسرے پر اثر ڈالتے رہے ہیں ۔

سلطنت روما نے ایشیا کا ایک بڑا حصہ فتح کر لیا۔ اور ایشیا نے سلطنت روما پر غلبہ حاصل کیا۔ لیکن یہ غلبہ مذہب سے ہوا نہ کہ تیغ سے عیسائیت کی بنیاد مشرق سے ہوئی۔ اور حضرت مسیح ایک مشرقی درویش تھے۔ کچھ عرصہ بعد یورپ نے عیسائیت میں بہت سی میل کچیل شامل کر کے اس کے اصلی چہرہ کو بدنما کر دیا۔ اور مشرق میں اس نئے مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ محمد صلے علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مسلمانوں نے اس غلاظت کو دُور کیا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ اسلام نے بہت سی توہم پرستیوں اور عقائد باطلہ کا قلع قمع کر دیا جو عیسائی ممالک میں پہلے سے رائج تھیں۔ اب اسلام نصف دنیا کا مذہب ہو گیا۔ یورپ بھی اسلام کے اثر سے نہ بچ سکا۔ سپینش یونیورسٹیوں اور صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں شام اور مصر کے مسلمانوں سے تعلقات کے سبب یورپ میں موجودہ تہذیب و تمدّن کی بنیاد پڑی۔ اسلامی سلطنتوں میں زوال شروع ہوا۔ اور یورپ پھر طاقتور ہو گیا۔ اور اس نے نہایت ظلم و تعدی سے مشرق میں فتوحات شروع کیں۔ اگر آپ اُن مظالم کی داستان پڑھنا چاہتے ہو تو اہل پرتگال کی اوائل ہندوستانی مہم کے حالات مطالعہ کریں۔ اہل پُرتگال کے بعد ڈچ لوگ آئے اور آخر میں فرانسیسی اور انگریز بھی سرزمین ہندوستان پر آدھمکے۔ ان اقوام نے ایکدوسرے کی رقابت کے سبب ملک کے باشندوں کے جان و مال اور حقوق کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ یہ ایک فضلہ تھا اور جلد ہی معدوم ہو گیا۔ بعض لوگ یہ سوال کرینگے۔ کہ یورپ کے عہد حکومت سے مشرق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ میں انہیں بروئے قرآن کریم بتاتا ہوں کہ ان کا یہ خیال غلط ہے جب یوروپین لوگ یہاں آئے تو مشرق نفاق اور پراگندگی کی حالت میں تھا۔ اب یہ متفق ہے۔ پہلے اسکی نہ تو کوئی آواز

آواز تھی اور نہ پبلک رائے لیکن اب یہ دونوں موجود ہیں۔ پہلے مشرق ایک خواب کی حالت میں تھا۔ اب یہ بیدار ہے۔ لوگوں کی طبائع آجکل خود بخود غیر ملکی حکومت سے بیگانہ ہوئی ہیں۔ اور ہندوستان جو ایک بڑا عظم سے کم نہیں اپنی شخصیت اور اپنے حقوق منوانا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ انگریزی اثرات کے نتائج ہیں۔ اور اسی ایک رُوح کیطرف توجہ ہی جس کے ہم سب مختلف اجزا ہیں آجکل ہم زمانۂ انقلاب میں ہیں تمام فضلہ سطح پر جمع ہوگیا ہے۔ اس سے ہمیں گمراہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اتفاق اور اخوت کی ایک رو اس سطحی فضلے کے نیچے چل رہی ہے۔ یورپ کے سرکردہ آجکل خود مختار بنے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں بنی نوع انسان کا کچھ خیال ہے۔ اور نہ اللہ اور روز قیامت کا کچھ خوف۔ وہ اپنے تئیں لارڈز تصور کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جھاگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ظاہرا واقعات کی تہ میں خداوند تعالیٰ کا مقصد کام کر رہا ہے کبھی پہلے انسانی اخوت کے قائم کرتے میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی پہلے کبھی مختلف اقوام و مذاہب کے لوگوں نے اسے اپنا نصب العین بنایا تھا۔ اب مشرق میں ترقی کے آثار نمایاں ہوئے ہیں اور یہ یورپ کے تاثرات کا نتیجہ ہی جس سے آخر کار یورپ پر بھی اثر پڑیگا۔ کیا اب بھی وہی ظلم اور بے انصافیوں کا سلسلہ جاری رہیگا۔ جب ہم سمجھ لینگے کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی رُوح سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو پھر ایک قوم دوسری قوم کے ظلم و تشدد سے بچ جائیگی۔ ہر وقت یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ انسانی زندگی بذات خود کوئی اعلیٰ چیز نہیں اسکی قدر و منزلت اسی وقت بڑھتی ہی جب اس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے علم و ہدایت کے بغیر یہ تعلق کبھی مکمل نہیں ہو سکتا +

نمبر ۲

اولم یر الانسان انا خلقنٰه من نطفة فاذا هو خصیم مبین ٥ وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاها اول مرة وهو بکل خلق علیم ٥ الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منه توقدون ٥ اولیس الذی خلق السموات والارض بقدر علی ان یخلق مثلهم بلی وهو الخلق العلیم ٥ انما امره

اذا اراد شیئًا ان یقول له کن فیکون ہ فسبحن الذی بیدہ ملکوت کل شیئ
والیہ ترجعون (ترجمہ) کیا آدمی کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسکو نطفے سے پیدا کیا۔
بااینہمہ وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا۔ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا۔ اور اپنی اصلیت
کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ کون ایسی قدرت رکھتا ہے کہ آدمی کی ہڈیاں گل کر خاک ہو گئی
ہوں۔ اور وہ ان کو جلا کھڑا کرے۔ کہو کہ جس نے ہڈیوں کو اوّل بار پیدا کیا تھا
انکو دوبارہ بھی جلائیگا! اور وہ سب پیدا کرنا جانتا ہے وہی تو ہے کہ ہرے درختوں سے
تم لوگوں کیلئے آگ پیدا کرتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔ اور کیا جس نے آسمان
اور زمین پیدا کئے وہ اسبات پر قادر نہیں کہ ان جیسے (آدمیوں کو دوبارہ) پیدا کرے
ہاں (ضرور قادر ہے) اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا اور دانا ہے۔ اسکی تو یہ شان ہے کہ جب وہ
کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس وہ اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے
وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور تم اسی کیطرف لوٹائے جاؤ گے +
کیا قرآن کریم نازل ہونے کے بعد دنیا بدل گئی ہے۔ کیا اب بھی انسان اپنی پیدائش
کو نہیں بھول جاتا۔ اور اس کے متعلق سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہہ سکتا یہ ایک قدرتی عمل ہے
جس کا یہی مدعا ہے کہ عمل قوانین پر مبنی ہے جن کو نہ کسی انسان نے بنایا اور نہ انکو بدلنا اسکے احاطہ
قدرت میں ہے۔ اگر یہ قوانین خدا کی بادشاہت کو نہیں منواتے تو انسان کو انسان کو ذرا نیز دائمی
کا احساس ضرور کرا دیتے ہیں لیکن انسان یہی سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چند روزہ زندگی میں دنیا پر حکومت
کرتا ہے وہ اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے جو اسے سراسر عجز و انکسار سکھاتی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ انہیں
اپنے اعمال کے متعلق کوئی پرسش نہ ہوگی۔ اگر انہیں روز محشر کے متعلق کہا جائے تو وہ کفار
مکہ کی طرح جواب دیتے ہیں کہ ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون دوبارہ جلا سکتا ہے اوائل میں
عرب کے باشندے حد درجہ کے توہم پرست تھے جو ہمیشہ کسی معجزہ کی تلاش میں رہتے تھے جو نبی کریم صلعم
کی نسبت کہتے یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ کیوں کوئی فرشتہ نازل
نازل نہ ہوا جو اسے ہدایت پھیلانے میں مدد دیتا۔ یہ لوگ ہمیشہ آپ سے معجزہ کیلئے کہا کرتے تھے! اور
انہیں آخرت پر ایمان نہ تھا وہ اس زندگی میں کچھ عمل کرتے چند ایک کلمات دہراتے اور بتوں کے سامنے سجدہ کرتے تھے

سنا کہ موت اور تکالیف سے بچے رہیں ہر ایک شخص کا اپنی ذات کے لئے یا اپنے قبیلہ کے متعلق یہ طرز عمل ہوا کرتا تھا۔ انکی پبلک سپرٹ صرف اپنے قبیلہ کے متعلق یہ طرز عمل ہوا تھا۔ انکی پبلک سپرٹ صرف اپنے قبیلہ تک ہی محدود تھی وہ روز محشر کا مضحکہ اڑاتے تھے۔ آجکل انگلستان میں بھی یہی حال ہے لوگ قوانین آلہی سے مطلق پرواہ نہیں کرتے انکے طریق عمل سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت پر انکا ایمان نہیں یہاں میری مراد دہریوں یا ایمان رکھنے والوں سے نہیں عمل سے اس کا تعلق ہے۔ انگلستان میں بہت سے لوگ جو اپنے تئیں دہریہ کہلاتے ہیں اپنی زندگی میں قانون آلہی کے پابند ہیں۔ اور بہت سے ایماندار کہلانیوالے ان قوانین کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ خود غرض اور حریص لوگ کس طرح نفس پرستی کیلئے تعویذ گنڈوں اور رمالوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ انکی نظر صرف اپنی ذات تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور کفار مکہ کی طرح سوائے اپنے قبیلہ کے انکو کسی سے ہمدردی نہیں ہوتی ایک سچے مسلم کی ہرگز یہ حالت نہیں ہوتی وہ دن کی روشنی کو رات کے اندھیرے کو درختوں اور نباتات کے بڑھنے کو حیوانات کی زندگی کو اور اجرام فلکی کو ایک قانون کے ماتحت پاتا ہے۔ جو انسانوں پر بھی حاوی ہے۔ ایک مسلم اس نظام قدرت میں اپنی پوزیشن کو خوب جانتا ہے اسے علم ہے کہ ایک حد تک اسکی خود مختاری کوئی عبث فعل نہیں اور خداوند تعالے ہی اس دنیا اور آخرت کا مالک ہے وہ سب انسانوں پر یکساں رحم کرتا ہے خود غرض انسانوں کو ضرور سزا دیگا جو اپنے فائدہ کیلئے دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ صلح و آشتی سے رہتے ہیں قوانین کی حقوق کو پامال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ صلح و آشتی سے رہتے ہیں قوانین کی فرمانبرداری کرتے ہیں انہیں یقیناً جزا ملیگی۔ یہ سب باتیں قرآن کریم موجود ہیں۔ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاہراً من الحیوٰۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ ھم غافلون۔ **ترجمہ**۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ کبھی وعدہ نہیں توڑتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہ اس دنیا کی صرف ظاہرا چیزوں کو دیکھتے ہیں اور آخرت سے بیخبر ہیں +

برادران من بحیثیت ایک مسلم کے ہمیں یاد خدا میں اس درجہ محو ہو جانا چاہئے کہ دوسری زندگی کی نسبت وہم و گمان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ ایک سچے مسلم کا تو اس معاملہ سے تعلق ہی نہیں رہتا اس کا مقصد تو صرف رضائے آلہی کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کلام آلہی کی سند رہیں اس پر ایمان ہے ہمیں تو حیرت ہوتی ہے جب لوگ آخرت کے متعلق جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں۔ یہ محض تضیع اوقات ہے۔ احکام آلہی موجود ہیں بہت سے فرض ہمارے ذمہ ہیں جنکی ادائیگی سے ہر ایک کو خوشی حاصل ہوتی ہے جو دنیا کے ظاہری امور سے ہمیں مستغنی کر دیتے ہیں اور یہ احساس ہر حالت میں ہم سیدھے راستہ پر چلتے ہیں جو اللہ نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔ اور اسی کے مقصد کو

دنیا میں پورا کر رہے ہیں ہمارے اطمینانِ قلب کا باعث ہوتا ہے بہت کچھ ابھی کرنا ہے اور وقت تھوڑا ہے جسے ہم خیالی باتوں میں نہیں گزار سکتے۔ انسان کسی بلند تر ہستی کے قوانین کی فرمانبرداری ایک مسلم کی زندگی کا راز ہے دوسرے لوگوں کو ایمان لانے کیلئے کہا گیا ہے لیکن ہمیں عمل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اگر زمانے میں فتنہ و فساد ہے تو ہم ہی اسکے برپا کرنے والے ہیں نہ کہ خدا۔ انسان نے دنیا کو خراب کیا ہے۔ اور انسان ہی اسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم ہر ایک سے بغیر کسی رو رعایت کے اور تخصیص کے حسن سلوک کریں اسی مقصد کیلئے ہم مسلم ہیں۔ اور اسلام کا یہی مقصد ہے ہمیں ہر ایک کو خداوند کی بادشاہت کا احساس کرانا چاہئے۔ یہ صرف نیکی اور نیک نمونہ پیش کرنے سے ہو سکتا ہے۔ قوانین الٰہی خواہ وہ انسانی اخلاق و طرز عمل سے تعلق رکھیں یا وہ سلطنتوں کے متعلق ہو اٹل واقع ہوئے ہیں۔ کوئی انسان یا سلطنت جب عمداً بدی پر مائل ہو جاتی ہے۔ تو آخر ایکدن ضرور اسے اپنے افعال کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے ہم نے زار کی سلطنت کا زوال اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا جو اور قوموں کی طرح جن کا ذکر ہم کتب مقدسہ میں پڑھتے ہیں روس پر نازل ہوا۔ مسلمان بھی آجکل انہی قوانین کے ماتحت اپنی کمزوریوں کے سبب تکلیف اٹھا رہے ہیں لیکن ہمیں کامیابی کی راہ کا علم ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہم قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کریں۔ اور دوسروں کے ساتھ بلا تمیز نیکی کا سلوک روا رکھیں۔ تم نے ابھی مؤذن کو اذان کہتے سنا ہے۔ حی علی الفلاح سے کیا شخصی کامیابی مراد ہے فلاح سے تہذیب و ترقی نفس کا مفہوم بھی لے سکتے ہیں لیکن اس شخصی ترقی سے ہرگز خود غرضانہ ترقی مراد نہیں جب مؤذن دنیا کے مختلف حصوں سے حی علی الفلاح کی تازہ آواز بلند کرتا ہے تو اس سے بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان کی ترقی مراد ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی بادشاہت میں تو ہر ایک آزادی سے اور بغیر کسی وسیلے کے آ سکتا ہے۔ قومیت کا یہاں کوئی سوال نہیں۔ اور نہ ہی انمیں باہمی منافرت ہو سکتی ہے جہاں ایک قوم دوسری قوم کو پائمال کرتی ہے۔ اور نا انصافی کی تعریف ہوتی ہو سمجھ لیں کہ وہاں وہاں خداوند تعالیٰ کی بادشاہت تسلیم نہیں کیجاتی۔ خداوند تعالیٰ کے قانون تو رحم و انصاف پر مبنی ہیں ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے نیک نمونے اور حسن اخلاق سے دوسروں پر انہیں ظاہر کریں ہر فرد واحد کیلئے ضروری ہے کہ وہ نیک زندگی بسر کرے۔ اور بحیثیت ایک جماعت ہمیں اس خدائی حکومت یعنی اسلام کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے ہمارے تمام پبلک کام اور ہمارے معاملات کا انتظام ایک جماعت کے رنگ میں ہی سرانجام ہو سکتا ہے جو ایک فوج کی مانند ہم میں یکجہتی پیدا کر دیتی ہے مکمل اخوت صرف اللہ کے نام سے ہی پیدا ہو سکتی ہے

تیرہ سو برس ہوئے کہ اللہ کی طرف سے مکمل ہدایت نازل ہوئی جس نے کامیابی اور حقیقی خوشی کا رستہ بتا دیا پھر کیوں ابھی تک خداوند تعالیٰ کی سلطنت قائم نہیں ہوئی۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے وسیع مفہوم کو بھلا دیا۔ اور اسے اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ اسکی صرف یہی وجہ نہیں مغرب آج سے پہلے اسلام کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ لیکن مجھے اب یقین ہے کہ اگر مسلمان نیک نمونہ پیش کریں تو مغرب اسلام قبول کر لیگا۔ اسلام کا سب سے زیادہ دشمن ایک بدچلن اور لاعلم مسلمان ہے ہمیں خیالات میں ہی مستغرق نہیں رہنا چاہیئے ہمیں تو عمل کیلئے کہا گیا ہے۔ ہم دوسری زندگی کے خیالات میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں۔ کہ دوزخ کے متعلق اسلام کی کیا تعلیم ہے جنت کی تصویر پر جو قرآن نے استعارۃً پیش کی ہے اعتراض کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ تم یوم حشر کے قائل ہو اور مانتے ہو کہ ہم اسی جسم سے اٹھیں گے۔ جو ضعیف ہو کر مٹی میں دبا دیا جائیگا اور خاک ہو جائیگا۔ عقل کس طرح اُسے مان سکتی ہے جب تم یہ بھی کہتے ہو کہ سچا ایمان معیار عقل پر ٹھیک اترتا ہے مُردے کس طرح اٹھ سکتے ہیں۔ کیا وہ اپنے طریق پیدائش کو بھول گئے۔ ہماری زندگیاں تو خدا کے ہی ہاتھ میں ہیں۔ ہماری عقلوں کی بلند پروازی کیلئے اس نے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ اس کا جواب صرف اسی آیت قرآنی سے دیا جا سکتا ہے۔ او لیس الذی خلق السموات والارض بقٰدرٍ علیٰ ان یخلق مثلھم بلیٰ وھو الخلٰق العلیم۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ فسبحٰن الذی بیدہٖ ملکوت کل شیءٍ والیہ ترجعون۔

**ترجمہ**۔ اور کیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ وہ اس بات پر قادر نہیں۔ کہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارہ پیدا کرے۔ ہاں وہ ضرور قادر ہے۔ اور بڑا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور ماہر اسکی تو یہ شان ہے۔ کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو بس وہ اسلئے فرما دیتا کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے پس پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔


# رازِ حیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

عملی زندگی کا فوٹو۔ انسان میں قوت عمل پیدا کرنیوالی کتاب۔ اپاہج سے اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کر کے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے حجم ۲۴۸ صفحات قیمت فی مجلد عہ

خواجہ عبدالغنی مینجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور سے مل سکتی ہے

# ترجمۃ القرآن انگریزی

انگریزی زبان میں ترجمہ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ انگلستان وہندوستان کے مشہور اہل قلم نے اس ترجمے کے متعلق عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے

یہ ترجمہ ولایت میں دو ایڈیشنوں میں چھپا یا گیا ہے +

قسم اول۔ انڈیا پیپر نہایت خوبصورت لچکدار جلد ......... قیمت عـ۲۰/

قسم دوم۔ موٹی مضبوط جلد ولائتی کاغذ ......... قیمت عـ۱۵/

خرچ محصولڈاک پیکنگ وغیرہ ......... عہ

## سیرت خیر البشر

شروع کتاب میں عرب کا نقشہ دیا گیا ہے۔ ملک عرب کی جغرافی حالت اور اس کا تعلق دوسرے ممالک اقوام سے بتایا گیا ہے بعد میں تمام حصص میں مذہبی تاریکی اور روحانی فیض کا مفقود ہونا آپ کی بعثت سے پہلے اور بعثت کے موقعہ پر کے چند بڑے بڑے نشانات کا ذکر کیا گیا ہے جو ظہور پذیر ہوئے۔ اور پھر زمانہ بچپن سے لیکر آخر عمر تک کے حالات درج ہیں اس بینظیر تصنیف میں صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلانہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاکہ بنی نوع انسان کیلئے بالخصوص روزانہ عمل زندگی کے مختلف شعبوں میں مشعل راہ ہو الغرض یہ نادر کارنامہ جواہر ریزوں پر مشتمل ہے اس کیلئے قابل مؤلف کی ذات کافی ضمانت ہے جس کے تبحر علم اور زور قلم کا اندازہ جناب ممدوح کی تصنیف انگریزی ترجمۃ القرآن سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جس کو نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ مغربی ممالک میں بھی عالمگیر مقبولیت حاصل ہو چکی ہے قیمت بجلد عـ۲/ مجلد عـ۳/

## مقام حدیث

یہ تازہ تصنیف نہایت ہی قابل قدر ہے جسمیں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے، اسمیں علاوہ ضرورت حدیث کے جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث ہے ہر ایک شخص کو جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اقوال کے ساتھ محبت و تفتیش منظور ہے۔ اس کتاب کو ضرور پڑھے۔ یہ کتاب ۱۳۰ صفحات کی ہے۔ اس کے شروع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خط کا عکس دیا گیا ہے جو آپ نے شاہ مقوقس کو لکھا۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قیمت بجلد عہ مجلد عـ۱/

**تمام درخواستیں بنام منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

رجسٹرڈ نمبر ایل نمبر ۹۰۸

قیمت بے جلد ۱۲؍ **اسلام میں کوئی فرقہ نہیں** قیمت مجلد ۱۴؍

جدید تصنیف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

پیرس کی مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مرام نماز پر علے الترتیب مکالمات۔ موجودہ ہندو مسلم اتحاد۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اس کے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ اپنے عقاید کا اظہار۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی۔ آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ یہ کتاب امید ہے کہ ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے کیوں تعلق نہ رکھتا ہو۔ یہ اس یگانگت و اجنبیت کو دور کریگی۔ جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں +

**مکالمات ملّیہ** یعنی وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب نے انگلستان فرانس اور دیگر مقامات پر مختلف بشپوں پادریوں اور عیسائی مذہب کے بڑے بڑے علما سے کیں۔ ان کو اسمیں جمع کیا گیا ہے قیمت فی جلد ... ۱۰؍

**ضرورت الہام** فی زمانہ تعلیمیافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں ایسی حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے یہی حال یورپ میں بعض طبقات کا ہے۔ برہمو سماج بھی اِس مد میں آجاتے ہیں۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتلایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو سخت ضرورت ہے۔ اور الہامی مذہب آیا ہے اور الہامی کتب میں سے صرف ایک قرآن ہی اس وقت الہامی کتاب کہلا سکتی ہے۔ قیمت ... ۱۰؍

**توحید فی الاسلام** جلد اول اور اس کا اثر تمدن اخلاق اور تہذیب پر قیمت ... ۱۰؍

**درخواستیں بنام خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں**

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے باہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبد الغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا